REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

جلد ۸ | ۲۳ وفا ۱۳۳۸ ہش ۱۵ محرم ۱۳۷۹ھ ۲۳ جولائی ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۰

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۱ جولائی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ اخبار الفضل کے ذریعہ منتظر زیر اشاعت جو ڈاکٹری رپورٹیں یہاں موصول ہوئی ہیں ان کا خلاصہ دوسری جگہ درج ہے۔ احباب جماعت اپنے محبوب امام کی صحت کاملہ عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جلد حضور کو صحت یاب فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۸ جولائی۔ جزائر فجی سے ایک احمدی دوست مکرم محمد رمضان خان صاحب مع اہلیہ و پوتا محمد عتیق صاحب حج بیت اللہ سے فراغت کے بعد مورخہ ۵ کو یہاں پہنچے اور آج صبح کی گاڑی مقامات مقدسہ قادیان کی زیارت کے بعد لاہور روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔

قادیان ۱۷ جولائی۔ افسوس کل ساڑھے سات بجے شام میاں احمد دین صاحب درویش قادیان مختصر سی علالت کے بعد اچانک وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصی ہونے کے باعث اسی روز بوقت ڈیڑھ بجے شب مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کئے گئے۔

قادیان ۲۰ جولائی۔ احمدیہ محلہ میں کھولے گئے سرکاری ریڈ پرائس شاپ کی تقسیم شروع ہو گئی۔

قادیان ۲۱ جولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب آج آٹھ بجے کی گاڑی پاسپورٹ پر چند روز کیلئے پاکستان تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے واپس لائے۔ آمین۔

قادیان ۲۱ جولائی۔ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

آچاریہ ونوبا بھاوے کی طرف سے پونچھ میں

جماعت احمدیہ کے پیش کردہ قرآن کریم کا تذکرہ

محفل قرآن خوانی میں ایک احمدی کی تلاوت قرآن کریم پر ونوبا جی کا اظہار پسندیدگی

(از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی ناظر ڈی سی آفس پونچھ)

پونچھ ۳۰ جون ۱۹۵۹ء آج صبح ۸ بجے آچاریہ ونوبا بھاوے جی معہ پارٹی پونچھ میں وارد ہوئے۔ جائے قیام پر ایک دو گھنٹہ آرام کے بعد آچاریہ جی انگریزی ترجمۃ القرآن (جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے پیش کردہ) ہاتھ میں لے کر باہر تشریف لائے۔ جہاں جم غفیر بھاوے جی کے درشنوں کا انتظار کر رہا تھا۔ آچاریہ جی نے عام اجلاس میں مسلمانوں کو زبانی قرآن شریف سنانے کی دعوت دی اور خود قرآن شریف کھول کر بیٹھ گئے۔ آپ کی خواہش کے احترام میں مکرم ماسٹر غلام احمد صاحب ممبر اسمبلی نے موقعہ پر موجود علماء احناف و معلمین حضرات کو زبانی قرآن پاک کی تلاوت کے لئے کہا۔ چنانچہ جملہ قارئین نے باری باری قرآن کریم کی تلاوت کی۔ مگر آچاریہ جی کی خواہش کے برخلاف سب نے سورۃ فاتحہ و سورۃ اخلاص پر ہی اکتفا کیا۔ اس طور پر قرآن کریم سنانے والوں سے خطاب کرتے ہوئے ونوبا جی نے انتہائی افسوس کے ساتھ کہا کہ:

کیا قرآن پاک سورۃ فاتحہ کے آگے نہیں ہے یہ سورت تو تمام مسلمانوں کے علاوہ شائد بعض ہندوؤں کو بھی زبانی یاد ہوگی۔ میں تو آپ سے نئی لمبی سورتیں سننے کی خواہش رکھتا تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ شائد آپ قرآن شریف کو پڑھتے ہی نہیں۔

ایسے موقعہ پر میں نے اپنے آپ کو پیش کیا اور آچاریہ جی سے اجازت لے کر اسی مجمع میں باآواز بلند خوش الحانی سے سورۃ یٰسین اور سورت مزمل کی تلاوت کی۔ اس اثناء میں آچاریہ جی قرآن کریم کھولے ساتھ ساتھ دیکھتے جا رہے تھے۔

جب تلاوت ہو چکی تو ونوبا جی نے فرمایا "اتنے نوجوانوں میں مجھے ایک ہی نوجوان قرآن والا ملا ہے" اور میری طرف اشارہ کر کے اپنے مخصوص انداز میں کہا:

"اگرچہ عام طور پر ۴۰ فیصدی نمبر حاصل کرنے والا پاس سمجھا جاتا ہے۔ مگر میں ان کو ۱۰۰ نمبر دیتا ہوں۔"

اس کے جواب میں خاکسار نے آچاریہ جی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

"جناب عالی! یہ سب بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی برکت ہے جن کی پیروی کے نتیجہ میں خاکسار کو قرآن پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی زندگی ہی میں عام مسلمانوں کی قرآن جیسی عظیم الشان کتاب سے عدم توجہی محسوس کر کے درد بھرے دل سے فرمایا ہے

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا

آچاریہ جی نے میری بات سن کر بے ساختہ فرمایا:

"قرآن پاک کا یہ نسخہ بھی تو مجھے اسی جماعت نے دیا ہے جس کے مطالعہ سے مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے۔"

اس طرح ہماری اس گفتگو کا سمجھدار طبقہ پر گہرا اثر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

پروگرام کے مطابق ۵ بجے شام جلسہ عام میں ونوبا جی نے دوران تقریر میں فرمایا:

"قرآن شریف، گیتا، بائیبل وغیرہ کتابیں دنیا کو محبت، پریم، شانتی کی تعلیم دیتی ہیں۔ اور اس تعلیم کو برقرار رکھنے کے لئے بھگوان نے ہر ملک اور ہر قوم میں پیغمبر بھیجے۔ اس موقعہ پر آیت کریمہ ولکل قوم ھاد پڑھ کر کہا بیشک ہندوؤں، عیسائیوں، بدھوں اور مسلمانوں میں پیغمبر آئے ہیں۔ پرماتما نے لوگوں کی رعایت رکھتے ہوئے ان کی ہی زبان میں ان ہی سے نبی بھیجا ہے۔ عرب میں عربی زبان والا پیغمبر، یورپ میں یورپی زبان والا، ہندوستان میں سندری زبان والا پیغمبر بھیجا۔ تاکہ لوگوں کو بھگوان کی باتیں سمجھنے میں آسانی ہو۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا آج بھی قرآن خوانی میں جس مسلمان نے اچھا قرآن پڑھا ہے وہ بھی ایک ایسے پیغمبر کو مانتا ہے جو ملک پنجاب میں آیا گویا بھگوان نے پنجاب کو بھی اپنی رحمت سے خالی نہ چھوڑا۔ اسی طرح آیت قرآنی لانفرق بین احد من رسلہ پڑھ کر آپ نے کہا تمام پیغمبر عزت کا ایک ہی مقام رکھتے ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں۔"

آچاریہ جی کی تقریر ختم ہو جانے کے بعد میں نے قرآن کریم کی تعریف میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر پڑھ کر سنایا

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

ونوبا جی نے اس شعر کو بہت پسند کیا اور اپنے پاس نوٹ بھی کیا۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ متعنا اللہ بطول حیاتہ کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے خصوصیت سے دعا کی جائے

(از محترم جناب مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۵۹ء کو ربوہ سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

"رات مری سے فون آیا تھا کہ حضرت صاحب کی طبیعت بدستور علیل ہے اور درمیانی افاقہ کے بعد طبیعت پھر خراب ہو گئی ہے اور گھبراہٹ بہت رہتی ہے جس کی وجہ سے بار بار جگہ بدلنے کی خواہش ہوتی ہے۔ تمام افراد جماعت احمدیہ سے استدعا ہے کہ حضور کی کامل صحت کے لئے اور خصوصاً گھبراہٹ کے لئے دعا فرماویں اور یہ بھی دعا کی جائے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے کوئی ایسا طریق علاج ظاہر فرما دے جس سے کامل شفاء کی صورت پیدا ہو اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پھر کام کرنے کی لمبی عمر پاتے ہوئے حسب سابق خدمت دین میں مصروف ہو جاویں۔ اور حضور ایدہ اللہ کی بیماری کے دور ہونے کے لئے صدقات بھی دیویں۔"

ناظر اعلیٰ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

تبلیغ اور جماعت احمدیہ

حال ہی میں اچاریہ ونوبا بھاوے جی نے پنجاب کا پیدل دورہ کیا اس موقعہ پر ۲۲ رمئی کو جماعت احمدیہ قادیان کے ایک وفد نے پٹھان کوٹ جاکر آپ کی خدمت میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابیں اور دیگر اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔ جس نیک جذبہ کے ماتحت یہ تحفہ پیش کیا گیا اور جس خلوص اور محبت کے ساتھ اچاریہ جی نے اس کو قبول کیا اور اپنے دلی جذبات کا اظہار فرمایا۔ شاید اسی کا اثر ہے کہ جماعت احمدیہ کی اس نمایاں خدمت کا پریس میں نہایت عمدہ طور پر ذکر کیا گیا۔ چنانچہ دیگر اخبارات کے علاوہ جماعت اسلامی ہند کے آرگن "دعوت" دہلی نے اس بات کو تمام مسلمانوں کے لئے قابل تقلید قرار دیا۔ اور مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی نے تو "صدق جدید" میں اخبار دعوت کے اسی تبصرہ کو نقل کیا اور اگلے پرچہ میں "ایک تبلیغی خبر" کے عنوان سے جماعت احمدیہ کی اس تبلیغی خدمت پر بہترین الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا۔

اسی تبصرہ کے سلسلہ میں اخبار صدق جدید مجریہ ۶ ارجولائی سنہ ۵۶ء میں "تبلیغ اور جماعت احمدی" کے عنوان سے ایک مراسلہ شائع ہوا ہے۔ جسے دوسری جگہ بجنسہٖ درج کیا گیا ہے۔ ہرچند کہ وہ تبلیغی خبر جس سے متاثر ہو کر مولانا نے ایک جامع تبصرہ فرمایا تھا اور اپنے مخصوص طریق پر عامۃ المسلمین کو بھی جماعت احمدیہ کی طرح تبلیغ اسلام کی خدمت بجا لانے کی طرف متوجہ کیا تھا مراسلہ نگار کے نزدیک بھی یہ خبر تھی تو "ایک حد تک بہت خوب" مگر چونکہ جماعت احمدیہ کے مقابل پر دیگر جمعیتوں کی تبلیغی خدمت سے محرومی پر تحسر کیا گیا تھا یہ بات مراسلہ نگار کی نگاہ میں "برمحل" نہ جچی! سچ ہے:-

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست اور
قدر جوہر جوہری بشناسد

مولانا کی بالغ نظر نے وہ کچھ دیکھ لیا جس سے مراسلہ نگار کی قسم کے لوگ بے خبر ہیں اسلئے اُن کی طرف سے جماعت احمدیہ کی امتیازی خدمت کو کم کرکے دکھانے سے جماعت کے کارہائے نمایاں کی اہمیت و عظمت پر کچھ حرف نہیں آتا البتہ مولانا موصوف اس خبر کو نقل کرکے تبلیغ اسلام کے لئے عامۃ المسلمین میں جو نیک جذبہ اُبھارنا چاہتے تھے اور ان میں کام کرنے کی جو روح پیدا کرنے کے متمنی تھے اس پر صدق ہی کے مراسلہ نگار نے گویا پانی پھیر دیا!!

جہاں تک "صدق" کے بالاستیعاب تبلیغ کی توفیق پانے کا تعلق ہے ہمیں اس قسم کی انفرادی اور جزوی تبلیغ سے انکار نہیں۔ مگر ہماری طرف سے تو اس سے کہیں وسیع پیمانے پر تبلیغ کے بابرکت کام کو سرانجام دینے کے لئے عامۃ المسلمین سے تعاون کی درخواست کی گئی تھی مگر افسوس کہ جماعت احمدیہ کی ایسی تمام اپیلیں بہرے کانوں سُنی گئیں۔ خاص تنظیم اور عالمگیر پروگرام کے ماتحت تبلیغ اسلام کے کام کو سرانجام دینا یہ وہ امتیازی خوبی ہے جس سے دیگر اسلامی جمعیتیں حتیٰ کہ منظم اسلامی حکومتیں بھی محروم ہیں۔ ایک سنجیدہ مزاج انسان جب روئے زمین کے ۴۰ کروڑ مسلمانوں کی دین اسلام سے سرد مہری کے مقابل پر جماعت احمدیہ کے چند لاکھ غریب افراد کے کارنامہ پر نگاہ ڈالتا ہے۔ تو نہایت صفائی کے ساتھ حقیقت اُس کے سامنے آجاتی ہے یہی وہ چیز ہے جس نے مولانا عبد الماجد صاحب کو متعدد بار جماعت احمدیہ کے تبلیغی کارنامہ پر خراج تحسین ادا کرنے پر مجبور کیا!! بایں ہمہ مراسلہ نگار کی یہ ہمت خاص طور پر قابل داد ہے کہ کس چابکدستی سے موصوف نے بیک جنبش قلم تمام جمعیتوں کی فریضہ تبلیغ سے محرومی کو معذوری کے رنگ میں پیش کیا ہے اور بزعم خود جماعت احمدیہ کی طرف بعض بے ثبوت غلط باتیں منسوب کرکے گویا خدمت دین کا کوئی اہم پارٹ ادا کیا ہے!!!

ان بے ثبوت غلط باتوں کے ذکر میں پہلے نمبر پر مراسلہ نگار نے استفہاماً لکھا ہے کہ

"کیا آپ جانتے ہیں کہ امسال یہی احمدی جماعت کے احباب نے قربانی فی صد نہیں بلکہ فی ہزار کتنی کیں ہیں"۔

مراسلہ نگار نے اس عبارت سے یہ تاثر پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ گویا احمدی جماعت نے اس عید الاضحیہ کی مسنون قربانیوں میں بہت کم حصہ لیا۔ مگر یہ بات جہاں سراسر بدظنی پر مبنی ہے وہاں بدیہی طور پر غلط بھی ہے کیونکہ واقعات اس غلط بیانی کی پُرزور تردید کرتے ہیں۔ ہمارے پاس اس بارہ میں معین اعداد و شمار تو نہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ جس احمدی پر قربانی فرض ہے وہ اپنی جگہ پر محض رضاء الٰہی کے حصول کے لئے اُس کی ادائیگی سے بفضلہ تعالیٰ کبھی غافل نہیں رہا۔ اپنی طرف سے فرض قربانی کے ادا کرنے کے علاوہ جماعت کے بعض مخلصین ایسے بھی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر بزرگان سلف کی طرف سے بھی قربانی دیتے ہیں۔ اور جماعت میں سے ایک معقول تعداد ایسے مخلصین کی بھی ہے جو درکنہ قادیان میں اپنی قربانی ذبح کرنا پسند کرتے ہیں چنانچہ قادیان کے ذی استطاعت

(باقی صفحہ پر)

"دعا پھر دعا پھر دعا"

"جو کچھ ہوگا دُعا ہی کے ذریعہ ہوگا"

از قلم نرموده حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ربوہ

میرے اس نوٹ کا پہلا عنوان صحیح مسلم کا ایک ٹکڑا ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس کیفیت کو بیان کیا گیا ہے جو نسیان والی بیماری کے ایام میں حضور کی تھی اور حضور سمجھتے تھے کہ اس کی وجہ سے میری تبلیغی کوششوں میں کوئی کمی نہ آجائے۔ (صحیح مسلم بحوالہ فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۱۷۸)

اور دوسرا عنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کا حصہ ہے جو حضور نے دعا کے فلسفہ کی ذیل میں فرمایا تھا۔ اور ان دونوں کا مآل یہی ہے کہ بے شک الٰہی جماعتیں دنیا کے ظاہری اسباب کو بھی ضرور کام میں لاتی ہیں کیونکہ وہ بھی خدا کے پیدا کردہ اسباب ہیں۔ اور ان کو نظر انداز کرنا گویا ایک طرح سے خدائی حکومت سے بغاوت کا رنگ رکھتا ہے۔ مگر خدائی جماعتوں کا اصل بھروسہ روحانی اسباب پر ہوتا ہے جنہیں حرکت میں لانے کا ذریعہ دُعا ہے۔

پس اب جبکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت کسی قدر درمیانی افاقہ کے بعد پھر کچھ زیادہ خراب ہو رہی ہے جیسا کہ گذشتہ چند دن کی ڈاکٹری رپورٹوں اور خصوصاً آج کی رپورٹ سے ظاہر ہے تو میں احباب جماعت کو پھر زور دار تحریک کرتا ہوں کہ وہ حضور کی صحت اور کام کی لمبی عمر کے لئے دعا کرنے میں ہرگز غافل نہ ہوں۔ اس وقت جماعت ایک بہت نازک دور میں سے گذر رہی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ترقی کے موعودہ مراحل کے قریب پہنچ چکی ہے اور قوموں کی زندگی میں یہ وقت بڑا نازک اور بڑا قابل فکر ہوا کرتا ہے۔ جبکہ اس کی عبادت میں ذرا سی کمی یا کوتاہی اس کی ترقی کو بہت پیچھے ڈال سکتی ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں ہوشیار کیا گیا ہے کہ جب ترقی کا زمانہ آئے تو پہلے سے بہت زیادہ تسبیح (یعنی دعا) اور پہلے سے بہت زیادہ طلب مغفرت (یعنی دین کے رستہ میں جدوجہد) سے کام لینا۔ یہی سنہری رستہ ہماری جماعت کے لئے بھی ازل سے مقدر ہے۔ اور اگر جماعت نے اس ہدایت پر عمل کرنے میں سستی کی۔ تو پھر اس کا خدا ہی حافظ ہے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک اسوہ کے مطابق کہ دعا ثم دعا ثم دعا جماعت کو بھی اس وقت دعاؤں میں غیر معمولی کثرت اور غیر معمولی استقلال سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ خدا کے علم میں دعا کی قبولیت کی کونسی گھڑی ہے ایسا نہ ہو کہ ہم ذرا سی سستی سے اس مبارک گھڑی کو کھو بیٹھیں۔

پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد سے ظاہر ہے ہمیں یہ بات بھی کبھی نہیں بھولنی چاہیئے۔ کہ "جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ ہوگا" حضور فرماتے ہیں:-

"دعا میں اللہ تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں خدا نے مجھے بار بار بذریعہ الہام یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ ہوگا ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اس کے سوا کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ ... مگر اکثر لوگ دعا کی اصل فلاسفی سے ناواقف ہیں اور نہیں جانتے کہ دعا کے ٹھیک ٹھکانے پر پہنچنے کے واسطے کس قدر توجہ اور کس قدر محنت درکار ہوتی ہے درحقیقت دعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہے"۔

اس کے سوا میں اس وقت کچھ نہیں کہتا۔ [illegible] مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۸/۷/۵۶

محترم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآباد کی صحت کے لئے خاص دعا کی تحریک

جیسا کہ احباب کو علم ہے محترم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص ترین فرد ہیں اور جنہوں نے اپنی عمر اور آمد کا بیشتر حصہ سلسلہ کی خدمت میں خرچ کیا ہے اور جنہیں اپنی بے مثال قربانیوں کی وجہ سے سلسلہ میں اور حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ کچھ عرصہ سے متواتر بیمار چلے آرہے ہیں اور صحت کافی گر چکی ہے ایسے لوگ چونکہ الٰہی جماعتوں میں ایک فرد کی نہیں بلکہ روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتے ہیں جن سے الٰہی جماعت کے معتدبہ حصہ کو استفادہ کا بھی اور ان کے مثالی کارناموں کی تقلید کا بھی موقعہ ملتا ہے اس لئے محترم سیٹھ صاحب موصوف حق رکھتے ہیں کہ جماعت کے تمام احباب انکی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں کریں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خطبہ جمعہ

مومن کی ہمدردی کا دامن تمام بنی نوع انسان تک وسیع ہونا چاہیئے

یہ مت خیال کرو کہ تمہارے حسن سلوک کی قدر کی جائے تم نے جو کچھ کرنا ہے خدا کی خاطر کرنا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم اکتوبر ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
احباب کو

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے

کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر دو طرح کی ذمہ واریاں عائد کی ہوتی ہیں۔ایک ذمہ داری اس کے نفس کی ہے جس میں اس کے عزیز اور رشتہ دار بھی شامل ہوتے ہیں اور ایک ذمہ داری اس کی قوم یا ملک کی ہے۔ جس میں وہ رہتا ہے۔ اس میں وہ تمام افراد شامل ہوتے ہیں جو اس کی طرف کسی نہ کسی رنگ میں منسوب ہوتے ہیں، چاہے وہ انہیں جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ اس نے انہیں دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ اس ذمہ داری کو وسیع کیا جائے تو یہ انسانیت کی ذمہ داری کہلاتی ہے اور اگر اسے محدود کریں تو یہ وطنی قوم کی ذمہ داری بن جاتی ہے اور اگر اسے اور محدود کر دیا جائے تو ایک نسلی قوم یعنی ایک دادے کی اولاد کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ بہرحال یہ ذمہ داری ایسی ہے جس میں جاننے اور نہ جاننے کا سوال نہیں۔ انسانوں کا ہر طبقہ اس میں شامل ہوتا ہے۔
رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اسلام کے احکام میں

ان دونوں ذمہ واریوں کو مدنظر رکھا ہے۔ مثلاً انسان کی اپنی ذات ہے۔ اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اس کا خیال رکھا جائے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد مہاجرین اور انصار کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا تھا ایک مہاجر صحابی کے متعلق روایت آتی ہے۔ کہ جب وہ اپنے انصاری بھائی کے گھر گئے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ان انصاری صحابی رضی کی بیوی کے کپڑے نہایت میلے کچیلے ہیں۔ ان دنوں پردہ کے احکام ابھی نازل نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے اسے توجہ دلائی کہ

جسم اور لباس کی صفائی

رکھا کرو۔ کیونکہ مذہبی لحاظ سے بھی یہ نہایت ضروری چیز ہے تو اس نے جواب دیا کہ میں نے کیا صفائی رکھنی ہے۔ بیوی کی طرف توجہ کرنے والا تو خاوند ہوتا ہے۔ لیکن تمہارے انصاری بھائی کو تو گھر کی پرواہ ہی نہیں۔ وہ دن کو روزہ رکھتا ہے اور ساری رات نماز پڑھتا رہتا ہے۔ اسے دنیا کی طرف کوئی رغبت ہی نہیں ہے۔ جب وہ انصاری گھر آئے۔ تو ان کے لئے کھانا تیار کیا گیا۔ لیکن انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ اور کہا میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس پر مہاجر بھائی نے کہا جب تک تم کھانا نہ کھاؤ میں بھی کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پہلے تو انہوں نے انکار کیا مگر جب ان کے

مہاجر بھائی کا اصرار

بڑھ گیا تو انہوں نے کہا بہت اچھا میں روزہ کھول دیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے کھانا کھا لیا۔ پھر رات کا کھانے کے بعد عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد انصاری دوست نے نفل ادا کرنے شروع کئے تو مہاجر بھائی نے انہیں پکڑ لیا۔ اور کہا تم گھر میں جاؤ اور سو رہو۔ میں تمہیں نفل نہیں پڑھنے دوں گا۔ تہجد کے وقت میں تمہیں جگا دوں گا۔ خیر وہ گھر جا کر سو گئے اور رات کے آخری حصہ میں مہاجر بھائی نے انہیں جگا دیا۔ اور انہوں نے نماز تہجد ادا کی۔ جب صبح ہوئی تو وہ انصاری رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ نے فلاں شخص کو میرا بھائی مقرر کیا ہے۔ اس نے کل

مجھے عبادت سے محروم رکھا

ہے۔ میں دن کو روزہ رکھتا تھا۔ اور ساری رات نفل ادا کیا کرتا تھا۔ لیکن اس نے نہ مجھے روزہ رکھنے دیا۔ اور نہ ساری رات نفل ادا کرنے دیئے۔ آپ نے فرمایا تمہارے بھائی نے جو کچھ کیا ہے درست کیا ہے۔ جو طریق تم نے اختیار کیا ہے، وہ درست نہیں۔ تمہیں سمجھنا چاہیئے کہ لنفسك عليك حق ولزوجك عليك حق۔ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پس اسلام نے اپنے احکام میں انسان کی ذات کو مدنظر رکھا ہے اور کہا ہے کہ اس کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ پھر نفس میں بیوی اور دوسرے رشتہ داروں کو بھی شامل کیا ہے رشتہ داروں کے علاوہ

دوسرے افراد کے متعلق

ہم دیکھتے ہیں تو ان کے متعلق بھی شریعت میں احکام موجود ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ جب تم جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں آؤ تو نہا کر آؤ۔ پیاز لہسن یا اور کسی قسم کی بدبودار چیز کھا کر نہ آؤ۔ کپڑے دھو کر آؤ۔ اور خوشبو لگا کر آؤ۔ نہانا اس لئے ضروری قرار دیا۔ کہ گندے رہنے کی وجہ سے جسم میں ایک قسم کی بدبو پیدا ہو جاتی ہے جو نہانے سے دور ہو جاتی ہے۔ خوشبو لگانے کا حکم اس لئے دیا کہ بعض بیماریوں کی وجہ سے جیسے بغل گند ہوتی ہے۔ نہانے کے باوجود جسم سے بدبو آتی رہتی ہے۔ خوشبو اس قسم کی بو کے ازالہ کے لئے مفید چیز ہے غرض جو بو عارضی ہوتی ہے اس کا بھی علاج کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ دیکھو انسان کے لئے یہ چیز بھی

ثواب کا موجب

ہے کہ اگر وہ رستہ میں کوئی لکڑی کانٹا یا گوبر پڑا ہوا دیکھے تو اسے دور کر دے۔ اس کا یہ فعل بھی اس کے لئے نیکی شمار ہوگا۔ اب مسجد والے تو اس کے ہم مذہب تھے۔ لیکن سڑک پر چلنے والے اس کے وطنی بھی ہو سکتے ہیں۔ اور غیر وطنی بھی ہو سکتے ہیں۔ . . . . مسافر اور سیاح بھی ہو سکتے ہیں۔ پس اس حکم کے ذریعہ آپ نے تمام بنی نوع انسان تک اپنی ہمدردی کے دامن کو وسیع کرنے کا حکم دیا۔ پھر جیسا کہ میں سمجھتا ہوں۔ ایک قرآنی آیت سے بھی یہ استدلال ہو سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں سے بھی

انسانی ہمدردی کا سلوک

کرنا چاہیئے۔ جن سے عام حالات میں کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اور وہ آیت یہ ہے۔ وفی اموالهم حق للسائل والمحروم۔ اب تک اس آیت کے جو معنے کئے جاتے ہیں وہ یہ ہیں کہ انسانی اموال میں ان لوگوں کا بھی حق ہے جو زبان سے مانگ لیتے ہیں اور ان کا حق بھی ہے جو زبان سے مانگتے نہیں اور یا یہ معنے کئے جاتے ہیں کہ ان کے اموال میں انسان کا بھی حق ہے جو اپنی ضرورت خود بیان کر لیتا ہے اور جانور کا بھی حق ہے جو اپنی ضرورت خود بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن

میں سمجھتا ہوں

کہ گو اس کے یہ معنے بھی درست ہیں۔ جواب تک کئے جاتے ہیں۔ لیکن محروم میں غیر ممالک کے رہنے والے اور غیر اقوام بھی شامل ہیں، جن تک انسان کی عام حالات میں پہنچ نہیں ہوتی۔ مثلاً ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ انفرادی لحاظ سے ہم جاپانیوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے ہاں قومی طور پر ہم چندہ کر کے جاپانیوں کی مدد کریں۔ تو وہ ہمارے اموال میں حصہ دار بن جاتے ہیں۔ پس اس لفظ میں وہ انسانی ہمدردی بھی شامل ہے جو عام حالات میں

انسان کی طاقت سے باہر

ہوتی ہے۔ عرب، مصر، ایران، افغانستان، چین، جاپان، یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ، ارجنٹائن، چلی، کینیڈا، برازیل، فرانس، جرمنی، سپین، اٹلی اور سوئٹزرلینڈ وغیرہ ممالک میں جو لوگ آباد ہیں۔ ان سے ہمدردی کرنے کے ذرائع ہمارے پاس موجود نہیں لیکن اگر ہم ایسے مواقع پر جب ساری قوم پر کوئی مصیبت آجایا کرتی ہے ان کی مدد کریں تو اس طرح وہ بھی ہمارے اموال میں حصہ دار بن جاتے ہیں۔ یورپین لوگوں نے اس بات کو مدنظر رکھا ہے اور انہوں نے ریڈ کراس قسم کی سوسائٹیاں بنائی ہیں وہ آہستہ آہستہ چندہ جمع کرتے رہتے ہیں اور ڈاکٹر اور نرسیں وغیرہ ملازم رکھ لیتے ہیں اور جب کسی قوم پر

کوئی بڑی مصیبت

آجائے تو اس کی مدد کو پہنچ جاتے ہیں۔ اس طرح وہ اس آیت کے مفہوم کے مطابق عمل کرتے ہیں کہ فی اموالهم حق للسائل والمحروم ہمسایہ محروم میں اس لئے شامل نہیں کہ گو وہ ہم سے نہیں مانگتا لیکن اس کے حالات ہمارے سامنے ہیں پس عدم علم کی وجہ سے محروم نہیں ہے اسی طرح کراچی اور حیدرآباد (سندھ) کے رہنے والے محروم نہیں کیونکہ گو ہم ان کی براہ راست کوئی مدد نہیں کرتے۔ لیکن ہم گورنمنٹ کو ٹیکس ادا کر رہے ہیں اور اس ٹیکس سے حکومت ان کی امداد کر رہی ہے لیکن ہندوستان اور چین والوں کی نہ ہم براہ راست کوئی مدد کرتے ہیں اور نہ ہماری حکومت ان کی کوئی مدد کرتی ہے۔ اگر ہم اس قسم کے محروم لوگوں کی مدد کرنا چاہیں تو وہ اسی طرح ہو سکتی ہے کہ ہم ریڈ کراس یا ہلال احمر کی قسم کی بعض سوسائٹیاں بنالیں اور عام حالات میں اپنے اموال میں سے کچھ نہ کچھ بطور چندہ دیتے رہیں۔ تا اگر کسی قوم پر کوئی بڑی مصیبت آجائے تو ان سوسائٹیوں کی وساطت سے ہم ان کی مدد کر سکیں۔ پس

اس آیت کے مطابق

میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو اس قسم کے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں کہ وہ ان لوگوں کی مدد

کو بھی پہنچ سکیں۔ جن تک عام حالات میں ان کی پہنچ نہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس نسم کے سامان پیدا کر دیئے کہ ہم دوسرے لوگوں کی مدد کر سکیں تو ہمیں پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ بلکہ پورے جوش کے ساتھ اس میں حصہ لینا چاہیئے۔

میں نے دیکھا ہے کہ متواتر اس قسم کے حالات پیدا ہوئے ہیں کہ جب کسی ناگہانی بلا کے وقت مصیبت زدوں کی مدد کی گئی تو اس کا اثر ایک لمبے عرصہ تک علاقہ میں رہا۔ پچھلے دنوں ایک کاری گھر کا واقع لائلپور میں ہو گیا تھا حکومت کے افسران نے جماعت سے کہا کہ اس وقت ہم تو مصیبت زدگان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے آپ ہی ان کی مدد کریں اس پر کچھ دوست وہاں پر گئے اور انہوں نے مدد کی۔ اس کی وجہ سے دس پندرہ دن تک علاقہ میں شور رہا کہ فلاں موقع پر احمدیوں نے یہ کیا۔ احمدیوں نے

مصیبت زدگان سے ہمدردی کا سلوک

کیا۔ ان کی مرہم پٹی کی۔ اور انہیں مناسب جگہ پر پہنچایا۔ پھر پچھلا سیلاب آیا تھا۔ یہ موقع بھی ایسا تھا کہ مصیبت زدگان سے ہمدردی کا اظہار کیا جاتا اور جماعت نے ایسا کیا بھی۔ اب پھر سیلاب آیا ہے۔ اس موقعہ کو بھی ہمیں ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے۔ اس موقع پر دفاتر میں چھٹی بھی کر دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ مثلاً آخری جمعرات کو ہمارے دفاتر اور دیگر ادارے بند رہتے ہیں۔ لیکن گورنمنٹ کے دفاتر میں ایسا نہیں ہوتا۔ مجھے بعض دوستوں نے معین صورت میں کہا ہے کہ جب گورنمنٹ کے اداروں میں اس قسم کی چھٹی نہیں ہوتی۔ تو ہمارے مرکز میں ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔ میں اس کی تحقیقات کر رہا ہوں۔ لیکن اگر آخری جمعرات کو چھٹی ضروری ہے تو ایسے مواقع پر کیوں چھٹی نہیں دی جاتی۔ تا مصیبت زدگان کی امداد کی جاسکے۔ یا ان کے گھروں کی مرمت کی جائے تاکہ لوگوں کے تعلقات جو منقطع ہو جاتے ہیں۔ وہ دوبارہ قائم ہو جائیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کئی احمدی اس بات سے چڑ جاتے ہیں کہ جن لوگوں کی ہم مدد کرتے ہیں وہی کچھ عرصہ کے بعد

ہم سے دشمنی کرنے لگ جاتے ہیں

لیکن یہی چیز تو مزہ دیتی ہے کیونکہ اگر وہ لوگ ہماری خدمت کی جائے مخالفت کرنے لگ جائیں۔ تو ہمارا دل اس بات پر خوش ہوگا کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے۔ انسان کی خاطر نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا ہے اس لئے تم اپنا کام کرتے چلے جاؤ۔ اور اس بات کا خیال نہ آنے دو۔ کہ دوسرے لوگ تمہاری مخالفت کرتے ہیں۔ یا تمہاری خدمت کی قدر کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بار بار فی سبیل اللہ کے الفاظ بیان فرماتا ہے کہ تم جو نیکی بھی کرو۔ خدا تعالیٰ کی خاطر کرو اس لئے چاہیئے کہ تم خود نیکی کرو۔ اور جن سے تم نیکی کرو۔ وہ بےشک تمہاری مخالفت کریں وہ تمہارے دشمن ہو جائیں مگر تم نیکی کو ترک نہ کرو۔ آخر قیامت کے دن ان کو پکڑا جائے گا۔ اور تمہارے سر پر سو سو بار پڑیں گے پس تم میں سے کسی کو اس بات کا خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ تمہارے حسن سلوک کی کوئی قدر بھی کرتا ہے یا نہیں۔ تم نے جو کچھ کرنا ہے خدا تعالیٰ کی خاطر کرنا ہے۔ اور وہی تمہاری

نیکی کا بدلہ دے گا

تم نے جو کچھ کرنا ہے وہ خدا تعالیٰ کی خاطر کرنا ہے اور خدا تعالیٰ تمہارے کام کو دیکھ رہا ہے اور وہی اس کا اجر دے گا۔ اگر کوئی شخص کسی پر احسان کرتا ہے۔ اور دوسرا شخص اس احسان کو بھول جاتا ہے۔ یا اس کے احسان کی قدر نہیں کرتا تو یہ اس کا قصور ہے۔ تمہارا فائدہ اسی میں ہے کہ تم احسان کرتے چلے جاؤ۔ اور ہمارا خدا ایسا ہے کہ اس نے نیکی کرنے والے کے لئے ثواب کے اتنے رستے کھولے ہیں کہ ان کی کوئی حد ہی نہیں۔ اس لئے ایسے فعل پر کسی مسلمان کے دل میں انقباض پیدا ہونا یا نفرت اور حقارت کا جذبہ پیدا ہونا اور دل میں گرہ پڑ جانا تو ہے۔ اگر کوئی تمہیں گالی دیتا ہے تو تمہیں

چڑنے کی ضرورت نہیں

اس کی گالی سے تمہارا کچھ نہیں بگڑتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کو گالی دیتا ہے تو خدا تعالیٰ کے فرشتے اسے دعائیں دیتے ہیں۔ اب دیکھو اس شخص کی گالی دینے والے نے کیا بنانا تھا۔ اگر بنانا ہے تو فرشتوں کی دعاؤں نے بنانا ہے۔

غرض تمہیں اس بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے کہ لوگ تمہاری خدمت کو بھول گئے ہیں۔ وہ بےشک بھول جائیں۔ جس خدمت کے لئے تم نے ان کی خدمت کی تھی وہ اسے نہیں بھول سکتی۔ خدا تعالیٰ تمہارے کام کو دیکھ رہا ہے۔ اور وہ اس کا بہتر اجر تمہیں دے گا۔

امام غزالی رح

نے ایک کہانی بیان کی ہے جسے حدیث کہا جاتا ہے۔ لیکن وہ حدیث نہیں۔ مگر چونکہ کہانیوں سے بھی بعض اسباق ملتے ہیں اس لئے صوفیاء اپنی کتابوں میں ایسی کہانیاں بھی درج کر لیتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی کھڑے ہوں گے اور آپ کی امت بھی کھڑی ہوگی کہ جہنم میں یکدم جوش پیدا ہوگا اور اس کی آگ باہر پھیلنی شروع ہو جائے گی۔ اسے دیکھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ساری امت فکر کے تنگ جائے گی وہ گریہ وزاری کرے گی لیکن آگ برابر بڑھتی چلی جائے گی اتنے میں جبریل ایک پتیلا لائیں گے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہیں گے یا رسول اللہ اس پتیلے میں پانی ہے آپ اس پانی کو لیں اور آگ پر چھڑکیں۔ اس سے آگ بجھ جائے گی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

دریافت فرمائیں گے کہ اس پتیلے میں کیا پانی ہے تو جبریل جواب دیں گے اس میں

امت کے گنہگاروں کے آنسو ہیں

اب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے میں اس ادعا کو بچہ اور لغو سمجھتا ہوں یہ حدیث نہیں۔ بلکہ امام غزالی رح نے اس واقعہ کو صرف نصیحت کے رنگ میں نقل کر دیا ہے۔ اگر یہ حدیث ہوتی تو اسے کوئی معتبر محدث اپنی معتبر کتاب میں بھی بیان کرتا لیکن اسے کسی معتبر محدث نے بیان نہیں کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ صوفیاء نے بہت سی باتیں ایسی نقل کر دی ہیں۔ جو لکھی تو حدیث کے رنگ میں گئی ہیں۔ لیکن وہ احادیث نہیں محدثین کا خیال ہے کہ جس بات میں کوئی نصیحت پائی جائے۔ صوفیاء اسے نقل کر دیتے ہیں وہ اسے پرکھتے نہیں۔ اس قسم کی روایات میں سے یہ واقعہ بھی ہے۔ اس میں

ایک سبق ہے

جو قابل قدر ہے۔ اور وہ سبق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص غلطی کرتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ کے سامنے روتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔ باقی یہ بات بالکل لغو ہے کہ جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے اقطاب اور اولیاء کی دعاؤں نے کوئی اثر نہ کیا وہاں گنہگاروں کے آنسوؤں نے اثر کر دیا۔ یہ قصہ بالکل بچہ اور پوچ اور بےہودہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گنہگاروں کا رونا اور ان کا گریہ وزاری کرنا ان کے

گناہوں کی بخشش کا ذریعہ

بن جاتا ہے۔ مگر یہ بات درست نہیں کہ ان کے آنسو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی کی دعاؤں سے بھی بڑھ گئے۔ پس ذکری کے طور پر اس واقعہ میں ایک خوبی پائی جاتی ہے جو قابل قدر ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ یہ حدیث ہے میں اسے درست نہیں سمجھتا بہرحال اگر کوئی انسان ظلم کرتا ہے تو اسے خدا تعالیٰ کے سامنے جھکنا چاہیئے اور اپنی غلطی کی معافی طلب کرنی چاہیئے باقی یہ کہ لوگوں کی بددعائیں خواہ ظالمانہ ہوں خدا تعالیٰ تک چلی جاتی ہیں اور وہ انہیں قبول کر لیتا ہے درست نہیں۔ اگر بددعائیں کام دیں تو ہمارے لئے تو سارے مولوی بددعائیں کرتے ہیں۔ ایسے مولوی بھی موجود ہیں جو پچھتر برس رات دن ہم پر لعنت ڈالتے رہتے ہیں۔ اگر ان باتوں میں کوئی اثر ہوتا تو یہ سلسلہ کبھی کا ختم ہو جاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر یہ انسانی کام ہوتا تو یہ سلسلہ تو کبھی کا ختم ہو جاتا۔ پس اس امر کو یاد رکھو کہ

ہمارا خدا منصف اور وفادار ہے

وہ ہمیشہ انصاف سے کام لیتا ہے وہ صرف اس کو پکڑتا ہے جو غلطی کرتا ہے۔ اور جو شخص غلطی نہیں کرتا وہ اسے کچھ نہیں کہتا۔ دین کے بارہ میں تم غور کرو اس لئے خدا تعالیٰ دین کے بارہ میں خود دوسرے لوگوں کو ہی پکڑے گا تمہیں نہیں پکڑے گا۔ اگر تم کسی سے حسن سلوک کرتے ہو اور وہ تمہارے احسان کی ناقدری کرتا ہے تو بدلہ تو خدا نے دینا ہے وہ دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ شخص تمہارے احسان کی قدر نہیں کرتا بلکہ تم پر ظلم کرتا ہے تو تمہیں خدا تعالیٰ سے دوسرے بدلہ کی امید کرنی چاہیئے۔ ایک تو تمہارے احسان کا بدلہ تمہیں ملے گا اور دوسرے تم پر ظلم کرنے کی وجہ سے تمہارے احسان فراموش دشمن کی نیکیاں بھی تمہیں مل جائیں گی۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ شریف طبقہ ہر قوم میں ہوتا ہے۔ دہریوں میں بھی شریف ہوتے ہیں۔ پھر مسلمان کے کانوں میں تو قرآن کریم کے الفاظ رات دن پڑتے رہتے ہیں۔ اس لئے کوئی نہ کوئی درجہ شرافت کا ان میں ضرور موجود ہوتا ہے۔ پس تم کبھی نہ سمجھو کہ تمہاری نیکی ان پر اثر نہیں کرے گی۔ ممکن ہے تمہاری نیکی دیکھ کر وہ بھی اس قسم کا کام کرنا شروع کر دیں۔ اور اس طرح ان میں بھی

قوم ملک اور حکومت کی خدمت

کا جذبہ پیدا ہو جائے اور اگر ایسا ہو جائے تو تمہیں ایک ثواب ملے گا کہ تم نے نیکی کی اور ایک ثواب یہ بھی ملے گا کہ تمہاری وجہ سے دوسرے لوگوں نے نیکی کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے ذریعہ کوئی دوسرا آدمی ہدایت پا لیتا ہے تو اسے دو ثواب ملتے ہیں ایک ثواب تو اسے اپنی نیکی کا ملتا ہے اور ایک ثواب اس شخص کی نیکی کا ملتا ہے جو اس کے ذریعہ ہدایت پاتا ہے۔ فرض کرو تمہاری وجہ سے پاکستان کے لوگ ہدایت پا جائیں اور ان کی تعداد ایک لاکھ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم میں سے ہر ایک کو ہر آدمی کی نیکی کا ثواب ملے گا۔ ایک آدمی کی نیکی بھی بڑی چیز ہوتی ہے اور وہ آسمان اور زمین کو بھر دیتی ہے۔ پھر اگر کسی کے ذریعہ ۸۰۰ اشخاص ہدایت پا جائیں اور ان ۸۰۰ اشخاص کی نیکیوں کا ثواب بھی اسے ملے تو پھر اس کی نیکیوں کو اگر گنا جائے تو ان کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ زمین اور آسمان میں اس کی نیکیاں سما نہیں سکیں گی۔

ہالینڈ میں اشاعت اسلام

درس قرآن مجید۔ عیسائی پادریوں سے گفتگو۔ تربیتی اجتماعات۔ تبلیغی دورے

علمی اور دینی مسائل کی اشاعت۔ حضور کی صحت کے لئے دعائیں اور صدقات

رپورٹ ہالینڈ مشن از مارچ تا مئی ۱۹۵۹ء

(از مکرم عبد الحکیم صاحب اکمل دی ہیگ۔ ہالینڈ)

(۲)

دیگر جلسوں میں تقاریر

۱۔ ایک چرچ سوسائیٹی کی طرف سے مکرم حافظ صاحب کو اسلام پر تقریر کے لئے درخواست موصول ہوئی۔ چنانچہ تاریخ معین پر جناب حافظ صاحب خاکسار اور ایک ڈچ نومسلم مسٹر عمر جا ئے مقررہ پر پہنچے اس مجلس میں دفاتر میں کام کرنے والے تاجر پیشہ اصحاب اور یونیورسٹی کے طلبہ مختلف قسم کے لوگ جمع تھے۔ اس موقع پر سوسائیٹی نے ایک پادری صاحب کو مدعو کر رکھا تھا۔ مکرم حافظ صاحب نے ایک گھنٹہ تک اسلام اور احمدیت پر اختصار کے ساتھ تقریر فرمائی۔ نیز آپ نے اسلام اور عیسائیت میں فرق واضح کرتے ہوئے تردید الوہیت مسیح تردید کفارہ۔ ورثہ کے گناہ اور بائیبل اور قرآن۔ جیسے موضوعات پر خیالات کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد سوالات کا کھلا موقع دیا گیا۔ جو قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ وقفہ میں خاکسار نے بھی گفتگو میں حصہ لیا اور یونیورسٹی کے طلبہ سے مل کر مسجد آنے کی دعوت دیتے ہوئے ان کا ایڈریس حاصل کیا۔ اس موقعہ پر قریباً دس احباب نے لٹریچر خرید کیا۔ بعد میں مشن ہاؤس کے ایک جلسہ میں اس سوسائٹی کے دو ممبران نے شرکت کی۔

۲۔ شہر ہارلم (Haarlem) کی ہفید سوفیکل سوسائٹی کی طرف سے اسلام پر تقریر کے لئے درخواست موصول ہوئی۔ وقت مقررہ پر انچارج صاحب مکرم اور خاکسار بذریعہ گاڑی روانہ ہوئے۔ اور شام کے وقت سٹیشن پر پہنچے جہاں مجلس کے سیکرٹری صاحب پہلے سے موجود تھے۔ ان کی راہنمائی میں جلسہ گاہ پہنچے۔ جلسہ کا انتظام ایک بڑے ہال میں کیا گیا تھا۔ مکرم حافظ صاحب نے ایک گھنٹہ تک تعلیم اسلام کے موضوع پر اپنے خیالات پیش فرمائے جو بہت ہی دلچسپی کا باعث ہوئے تقریر کے بعد کافی دیر تک سوالات کا سلسلہ جاری رہا جن کے جوابات دیئے گئے۔ خاکسار کو بھی اس موقع پر منتظمین جلسہ اور دیگر احباب سے ملاقات اور گفتگو کا موقع ملا۔ متعدد لوگوں نے اسلام پر لٹریچر خرید کیا۔

۳۔ اسی طرح ایک اور مجلس کی درخواست پر مکرم حافظ صاحب نے ایک گھنٹہ سے زائد وقت تک اسلام اور احمدیت پر تقریر کی۔ اور سوالات کا کھلا موقع دیا۔ اس موقع پر ایک پادری صاحب بھی حاضر تھے ان سے کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ جلسہ کے اختتام پر ان میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

تبلیغی دورے

اس عرصہ میں ملک کے مختلف حصوں میں ہمیں تبلیغی اغراض سے دورے کرنے کی توفیق ملی۔ اور اس دفعہ بائینز یخت۔ فلاردنگن روٹرڈم۔ ڈیلفٹ۔ ہارلم۔ ایمسٹرڈم۔ اوٹ ریخت۔ ہلفرسوم اور واخننگن وغیرہ شہروں کا دورہ کرتے ہوئے جماعت کے ممبران سے ملاقات۔ تبلیغی مجالس میں شمولیت اور سوسائیٹیوں میں تقاریر وغیرہ کی گئیں۔ اس طرح ملک کے مختلف حصوں میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کا موقع میسر آیا۔

تالیف و تصنیف

ڈچ نومسلم صاحبان کو اسلام کے ساتھ زیادہ مانوس کرنے اور ان کے علم میں زیادتی کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیش بہا اقوال اور قیمتی علمی خزانہ کو ڈچ زبان میں جمع کر کے شائع کیا جائے۔ چنانچہ مکرم انچارج صاحب نے جماعت کے ساتھ یہ کام شروع کیا اللہ تعالے کے فضل سے اب تک ایک ہزار احادیث کا ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ ضروری وسائل میسر آتے ہی ان کی اشاعت کا اہتمام کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

ماہوار مضامین کی اشاعت

ہم نے شروع سال سے ہی ماہوار مضامین کی اشاعت کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ چنانچہ اس عرصہ میں بھی ہر ماہ ایک مفصل مضمون تیار کر کے احباب جماعت و دیگر دلچسپی رکھنے والوں کی خدمت میں بھجوایا جاتا رہا۔ پہلے ماہ رمضان المبارک کے متعلق خاکسار اور ایک ڈچ دوست نے الگ الگ دو مضامین تیار کر کے سائیکلو سٹائل کئے۔ دوسرے ماہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کے مضمون "میرا مذہب اسلام کیوں ہے؟" کا ڈچ زبان میں ترجمہ کر کے یکصد کی تعداد میں سائیکلو سٹائل کیا گیا اور چیدہ چیدہ حضرات کو بھجوایا گیا۔ تیسرے ماہ ہمارے ڈچ نومسلم بھائی ڈاکٹر یوسف ملائن نے "سائنس اور مذہب" کے عنوان پر ایک مضمون لکھا جسے قریباً ایک صد پڑھے لکھے لوگوں کو بھجوایا گیا۔

تعلیم و تربیت

جماعت کی تعلیم و تربیت کے پیش نظر جہاں درس قرآن مجید۔ سپیشل کلاسوں خطبات جمعہ ماہوار مضامین اور دیگر تقاریر وغیرہ میں خیال رکھا گیا۔ وہاں خاکسار ممبران کو مشن ہاؤس بلا کر یا ان کے گھر پر جا کر نماز اذان اور عربی کے اسباق دیتا رہا۔

نماز جمعہ میں باقاعدگی

جمعہ کی نماز خدا تعالے کے فضل سے باقاعدہ ہوتی رہی جو اکثر طور پر مکرم حافظ صاحب انچارج ہالینڈ مشن ہی پڑھاتے رہے آپ نے خطبات میں سچا مومن بننے اور خدا تعالے کی راہ میں اخلاص کے ساتھ قدم مارنے کی طرف توجہ دلائی اور نماز میں باقاعدگی کی اہمیت واضح فرمائی نیز آپ نے خاص طور پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی بار بار تلقین فرمائی۔

مکرم جناب حافظ صاحب کی دیگر مصروفیات کے وقت خاکسار کو بھی جمعہ پڑھانے کا موقع ملتا رہا جس میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور احمدیت کے ذریعہ اس کی تجدید پر خیالات کا اظہار کیا گیا۔

مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور ہمارے نومسلم بھائی کی ملاقات

ہمارے نومسلم بھائی ڈاکٹر یوسف ملائن (Dr. J. C. M. de Molijn) عید الفطر پر مع اپنی اہلیہ صاحبہ کے حلقہ بگوش احمدیت ہوئے تھے۔ آپ ہالینڈ کی ڈیلفٹ یونیورسٹی میں جیالوجی کے اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔

مکرم جناب چوہدری صاحب بالقابہ کو جب ان کے جماعت میں داخل ہونے کا علم ہوا تو آپ نے از راہ نوازش ان سے ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ چنانچہ مکرم انچارج صاحب نے ڈاکٹر صاحب موصوف سے وقت مقرر کر کے انہیں مشن ہاؤس بلایا۔ محترم و مکرم جناب چوہدری صاحب بھی تشریف لائے اور قریباً ایک گھنٹہ تک معارف قرآن پاک اور حسین تعلیمات اسلامیہ پر گفتگو فرماتے رہے جو ہم سب کے لئے ازدیاد علم اور تقویت ایمان کا باعث ہوئی۔ اللہ تعالے سے دعا ہے کہ وہ چوہدری صاحب موصوف کو جزاء احسن خیر عطا فرمادے آمین۔

زائرین کی آمد

اس عرصہ میں بھی زائرین کا سلسلہ جاری رہا۔ ہالینڈ کے لوگوں کے علاوہ بیرونجات کے سیاح اور تاجر صاحبان بھی مسجد کی زیارت کے لئے تشریف لاتے رہے۔ چند ایک اہم مواقع کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

۱۔ ایمسٹرڈم شہر کے ٹراپیکل میوزیم میں ایسٹرن ڈیپارٹمنٹ کے انچارج ڈاکٹر میلیمہ (Dr. Mellema) مسجد تشریف لائے اور اسلام پر اپنی ایک کتاب کے لئے مسجد کی مختلف تصاویر اتاریں (یہ تصاویر اب ان کی کتاب میں چھپ چکی ہیں) آپ نے کلمہ طیبہ کا ایک بڑے سائز (۲۰×۱۵ء۱ میٹر) کا قطعہ لکڑی سے لکھا ہوا بطور تحفہ ارسال فرمایا۔ یہ ایک نادر اور قابل دید تحفہ ہے جزاہ اللہ خیراً۔

۲۔ تونس جو کہ ایک اسلامی ملک ہے کے تاجر ہالینڈ تشریف لائے جب انہیں مسجد کا علم ہوا تو مسجد پہنچے کافی دیر بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ اور جماعت کی تبلیغی مساعی قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر کے یورپین زبانوں میں تراجم دیکھ کر بہت ہی محظوظ ہوئے اور اپنے ڈچ دوستوں کے لئے بعض کتب خرید کیں اور مسجد کے لئے چندہ بھی دیا۔

۳۔ روٹرڈم کے ایک روزنامہ کا رپورٹر مسجد میں انٹرویو کے لئے آیا۔ مکرم حافظ صاحب انچارج مشن نے جماعت کی مختصر تاریخ کے ساتھ اس کی تعلیمات اسلامیہ کو بیان فرماتے ہوئے سوالات کے مناسب جوابات دیئے۔ جملہ زائرین کی کافی وغیرہ سے تواضع کی جاتی رہی۔

ترسیل لٹریچر و خط و کتابت

عرصہ زیر رپورٹ میں بفضلہ تعالیٰ بہت سے امید افزا خطوط موصول ہوتے رہے۔ بہت سے نوجوان اور خصوصاً مشرق کے لوگوں کی طرف سے اسلام کے متعلق دلچسپ سوالات پہنچتے رہے۔ جن کا تسلی بخش جواب دیا جاتا رہا۔ متعدد لوگوں کو حسب ضرورت اسلام اور احمدیت پر لٹریچر کی درخواستیں بھی پہنچیں۔ خود بذریعہ ڈاک کتب بھجوائی گئیں۔ بعض لوگوں نے مجلس خدام ۲۴ کے ذریعہ جرمن کے علاقہ سے بھی کتب منگوائیں۔ خط و کتابت کے کام میں ہمارے ڈچ مسلم مسٹر ولی اللہ یانسن (W. U. Jansen) نے کافی تعاون کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ احباب سے درخواست ہے کہ جماعت ہالینڈ کی مزید ترقی اور بہتری کے لئے خصوصیت سے دعا فرماتے رہیں۔ اللہ تعالے سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق

ڈاکٹری رپورٹوں کا خلاصہ

قادیان ۲۱ جولائی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے جو ڈاکٹری رپورٹیں ہفتہ زیر اشاعت اخبار الفضل میں شائع ہوئی ہیں ان کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مری ۱۳ جولائی (بوقت ۹ بجے صبح) کل حضور کو بے چینی زیادہ رہی رات نیند بہت کم آئی اس وقت طبیعت بے چین ہے (الفضل ۷/۱۵ ۵۹)

مری ۱۴ جولائی (بوقت سوا نو بجے صبح) کل دن بھر حضور کو بے چینی رہی مگر پرسوں کی نسبت کچھ کم تھی رات ٹانگ میں شدید درد کے باعث نیند کم آئی اس وقت بے چینی تو کم ہے مگر ٹانگ میں درد بدستور ہے۔"

(الفضل ۷/۱۶ ۵۹)

مری ۱۵ جولائی (بوقت آٹھ بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت ٹانگ میں شدید درد کی وجہ سے بہت خراب رہی پاؤں میں بھی درد اور کچھ سوجن ہو گئی ہے۔ اس کا باعث نقرس ہے۔ رات نیند پرسوں کی نسبت بہتر آئی اس وقت درد کی شکایت ہے مگر نسبتاً کم ہے۔ (الفضل ۷/۱۸ ۵۹)۔

مری ۱۶ جولائی (بوقت ½ ۹ بجے صبح) کل دن بھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کو نقرس کی تکلیف میں قدرے افاقہ رہا البتہ اعصابی بے چینی رہی رات نیند آ گئی آج صبح نقرس کی تکلیف کی بے چینی ہے مگر اعصابی بے چینی بہت زیادہ ہے۔

مری ۱۷ جولائی (بوقت ½ ۷ بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت درد نقرس اور بے چینی کے باعث خراب رہی رات نیند آ گئی اس وقت کچھ بے چینی ہے۔

نخلہ ۱۸ جولائی (بوقت دس بجے صبح) کل صبح نو بجے مری سے روانہ ہو کر حضور مع خدام سوا چھ بجے شام بخیریت نخلہ پہنچ گئے۔ راستہ میں ایک ڈاک بنگلہ میں پانچ گھنٹے کے قریب حضور نے آرام فرمایا۔ سفر کی وجہ سے کچھ کوفت ہوئی۔ نقرس کی تکلیف میں قدرے افاقہ ہے رات نیند اچھی آ گئی اس وقت بے چینی ہے۔

احباب جماعت نہایت درد و الحاح سے حضور کی کامل شفایابی کیلئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

محترم حکیم خلیل احمد صاحب کے صاحبزادے پروفیسر شکیل احمد صاحب کی شادی خانہ آبادی اور دعوت ولیمہ

قادیان ۱۲ جولائی جیسا کہ قبل ازیں شائع ہو چکا ہے کہ محترم حکیم خلیل احمد صاحب اپنے بیٹے پروفیسر شکیل احمد صاحب کی شادی خانہ آبادی کے سلسلہ میں مورخہ ۲۲ جون ۱۹۵۹ء کو قادیان سے مدراس کیلئے روانہ ہوئے تھے۔ اور بعد شادی مورخہ ۷ جولائی کو مع جملہ متعلقین بخیریت تمام قادیان واپس تشریف لے آئے۔

کل مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۵۹ء کو محترم حکیم صاحب نے اپنے رہائشی مکان پر بعد نماز مغرب پروفیسر صاحب موصوف کے ولیمہ کی دعوت دی جس میں سوا دو سو کے قریب مقامی درویشان کو مدعو کیا گیا۔

واضح ہو کہ پروفیسر صاحب کا یہ رشتہ محترم مولانا مولوی پروفیسر محمد صاحب ایم اے ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن مدراس کی دختر نیک اختر محترمہ نجمہ بیگم صاحبہ بی ایس سی بی ٹی سے ہوا ہے احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

تبلیغ اور جماعت احمدیہ — بقیہ صفحہ ۲

احباب کے علاوہ اس عید قربان کے موقعہ پر صرف ایسے ہی دوستوں کی طرف سے ستر قربانیاں قادیان میں ذبح کی گئی ہیں

اصل بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ دین کے ہر معاملہ میں سنت نبوی کو اپنا دستور العمل قرار دیتی ہے اُسے فی زمانہ عامۃ المسلمین کے قربانی کے بارہ میں افراط و تفریط کے طریق سے کچھ سروکار نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مراسلہ نگار نے بھی قربانی کے متعلق اس غلو کے طریق کے پیش نظر جماعت احمدیہ پر اعتراض کر دیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ عید الاضحیہ کی ان قربانیوں کیلئے بھی بعض حدود و قیود ہیں جن کی رعایت ضروری ہے ہم سمجھتے ہیں کہ جماعت کے بیشتر افراد ان کی پاسداری کرتے ہیں اور جس احمدی پر قربانی دینا فرض ہے وہ اس کی ادائیگی سے کسی صورت میں بھی پس و پیش نہیں کرتا لیکن جب یہ حالات کے تقاضہ سے قربانی فرض ہی نہیں محض اپنی لاعلمی کی بناء پر کسی شخص کو خواہ مخواہ مورد الزام قرار دینا بجائے خود ایک بڑی بھول ہے جس پر سنجیدگی سے غور کیا جانا چاہیئے۔

دوسرے نمبر پر مراسلہ نگار اعتراض کے رنگ میں لکھتے ہیں:-

> "زیارت بیت اللہ جو کہ اسلام کا ایک مخصوص رکن ہے اس سے محرومی پر جماعت مذکورہ نے کیا آہ و بکا کیا دنیا بھیس بدل بدل کر جا رہی ہے لیکن یہ جماعت ہے کہ اس کی حج بیت اللہ کی عظمت کے بارے میں چپ ہی طاری ہے"

یہ بات بھی ویسی ہی غلط اور بے بنیاد ہے جیسی قربانیوں کے بارہ میں تھی۔ بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہونے کیلئے ہر احمدی اسی طرح خواہش و تمنا رکھتا ہے جس طرح دیگر مسلمان اور تمام جماعت حج بیت اللہ کے فریضہ کی ادائیگی کو اپنے لئے لازمی قرار دیتی ہے اس سے بڑھ کر اس کا عملی ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ جماعت میں ایک معقول تعداد ایسے خوش نصیبوں کی ہے جو اس سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ اور اسی محبت و خلوص اور عقیدتمندی بلکہ ادائیگی فرض کے جذبہ کے ماتحت ایک خاص تعداد حج بیت اللہ کے لئے ہر سال ہی اس کا التزام کا تعہد کرتی ہے۔ اس جگہ اتنی گنجائش نہیں کہ اس کو ذرا تفصیل سے بیان کیا جائے۔ بہر حال جماعت کے حجاج کی تعداد اور اس کے عملی ثبوت سے مراسلہ نگار کی غلط بیانی کی حقیقت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے

تیسرے نمبر پر مراسلہ نگار نے اس بات کو بڑے دعوے سے بیان کیا ہے کہ بعض مقامات میں جہاں احمدی جماعت کی آبادی بکثرت ہے اور جماعت کی اپنی مسجد ہے اس میں عشاء اور فجر کی باجماعت نمازوں میں حاضری بہت کم ہوتی ہے۔

جہاں تک نماز باجماعت کے التزام اور دیگر اسلامی شعار کی پابندی کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کے افراد بفضلہ تعالیٰ دیگر مسلمانوں کے مقابل پر ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ذرا سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر اخبار ریاست دہلی کی رائے ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر جماعت کے بارہ میں بایں الفاظ دی ہے:-

> "ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک اسلامی شعار کا تعلق ہے ایک معمولی احمدی کا دوسرے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مذہبی لیڈر بھی مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ احمدی ہونے کیلئے یہ لازمی ہے کہ وہ نماز روزہ زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کا عملی طور پر پابند ہو چنانچہ ایڈیٹر ریاست کو اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا اور ان سینکڑوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں دیکھا گیا جو کہ اسلامی شعار کا پابند اور دیانتدار نہ ہو"

(اخبار ریاست دہلی ۱۲ نومبر ۱۹۵۲ء)

ہاں اگر مراسلہ نگار کا مذکورہ بیان بفرض محال درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ شاذ و نادر کے حکم میں ہوگا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک بہت بڑی جماعت میں چند کمزور افراد کا پایا جانا کچھ غیر ممکن نہیں اور نہ ہی جماعت کی اعلیٰ پوزیشن اس بناء پر داغدار سمجھی جا سکتی ہے۔ بایں ہمہ جماعت میں تعلیم و تربیت کا باقاعدہ محکمہ قائم ہے جس کا تمام تر یہی کام ہے کہ کمزور افراد کی مناسب تربیت کا اہتمام کرے اور تعلیم و تلقین کے ذریعہ انکی کمزوریوں کو دور کرنے کی سعی کرے۔

الغرض یہ ہے حقیقت مراسلہ نگار کے ان اعتراضات کی جو اُس نے جماعت پر طنز کے رنگ میں اپنے مراسلہ کے آخر میں بیان کئے ہیں اور جہاں تک مخصوص رنگ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا تعلق ہے اس سلسلہ میں جماعت کے کارنامے ایسے روشن ہیں کہ ان کے سامنے مراسلہ نگار کا استخفاف کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔

احمدی مبلغین کی ٹھوس اور بے لوث خدمات کے متعلق انہی سردار مفتون صاحب کے تازہ تاثرات ملاحظہ فرمائیں جو ان کے موقر اخبار کی ایک تازہ ترین اشاعت میں بالفاظ ذیل شائع ہوئے:-

> "عیسائی مشنری تو اپنے مذہب کی تبلیغ کیلئے اپنی جیب سے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے غیر ممالک کو جاتے ہیں اور یہ کروڑوں انسانوں کو حضرت مسیح کی اُمت میں لانے کا باعث ہوئے اور مسلمانوں کے احمدی ۲۲

ولادت - اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو مورخہ ۱۴ کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام لئیق احمد تجویز فرمایا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا کرے اور نیک و خادم دین بنائے۔ آمین (خاکسار محمود احمد عارف مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان)

جہیز ـــــ ایک غیر اسلامی رسم

مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی

یہ تو خدا تعالےٰ کا خاص فضل اور اس کا احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے نتیجہ میں عامۃ المسلمین میں راہ پا چکی بیسیوں قسم کی رسومات قبیحہ سے احمدی بچے ہوئے ہیں۔ لیکن برگزیدہ جماعت کے افراد نیکی کے کسی کام کو صرف اپنے تک ہی محدود نہیں رکھا کرتے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضا سے مناسب و موزوں طریق پر اپنے زیر اثر دیگر افراد کو بھی ہر نیک کام کی تلقین کرتے اور غیر مفید باتوں سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیسیوں قسم کی قابل اصلاح رسوم میں سے ایک جہیز کی رسم بھی ہے ۔ ذیل کے مضمون میں جو ایک اسلامی جریدہ سے اس جگہ نقل کیا جا رہا ہے اسی رسم کا جائزہ لیا گیا ہے۔ امید ہے کہ مضمون میں بیان کردہ دلائل احباب جماعت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پروگرام کی انجام دہی میں ممد و معاون ثابت ہوں گے۔ (ادارہ)

اسلام نے عورتوں کے جتنے حقوق دیئے ہیں ان میں سے زیادہ حقوق آج تک کسی مذہب، کسی قوم اور کسی حکومت نے اس ترقی یافتہ دور میں بھی نہیں دیئے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ عملی زندگی میں مسلمان قوم نے ان حقوق کا بڑا حصہ سلب کر دیا ہے۔ اور دوسری جن قوموں کے مذاہب نے عورتوں کو برائے نام حقوق دیئے تھے۔ ان قوموں نے عورتوں کو عملاً بہت کچھ حقوق دیئے ہیں، تارک مذہب مسلمان بھی ہیں اور غیر مسلم بھی۔ لیکن اسی ترک مذہب سے مسلمان نیچے آگرے اور غیر مسلم آسمان عروج پر پہنچ گئے ؎

ایک لگن کے دو ہیں اثر اور دونوں حسب مراتب ہیں
لو جو لگائے شمع کھڑی ہے، رقص میں ہے پروانہ بھی

ترک مذہب کے یہ دونوں اثرات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، ادھر ترکِ اسلام کے نتیجے میں رسوم کفر کی پیروی ہو رہی ہے اُدھر ادھر ترکِ کفر کے ساتھ ساتھ اسلامی اصول کو اپنایا جا رہا ہے ؎

میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلماں ہو گیا

اس مثال میں ہندو دھرم اور اسلامی دین کی صرف ایک بات کو پیش کرنا کافی ہے۔ ہندو دھرم میں دختر کے لئے وراثت میں حصہ نہیں اس لئے وہ اس کی تلافی یوں کر لیتے ہیں کہ جب بیٹی کی شادی کرتے ہیں تو جتنا کچھ اسے دے سکتے ہیں جہیز کے نام سے دے دیتے ہیں۔ مسلمان بھی یہی کچھ اُن کی دیکھا دیکھی کرنے لگے چونکہ بہت سے خاندانوں میں بیٹی کا ترکہ نہیں ملتا تھا اس لئے مسلمان اب نہیں کرتے لیکن دوسرے حصے پر سب عمل کرتے ہیں یعنی بیاہتے ہوئے اسے جہیز دینا اتنا ضروری سمجھتے ہیں کہ گویا اس کے بغیر شادی ہی مکمل نہیں ہوتی۔

ذرا یہ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ ہندو اپنے دھرمی اصول کو ترک کر رہے ہیں اور اس ترک خلا کو اسلامی اصولوں سے پُر کر رہے ہیں یعنی اب دختر کو ترکہ دلوا رہے ہیں، اور جہیز کے لئے قانوناً ایک حد مقرر کر دی گئی ہے اور اس کے بالمقابل مسلمانوں نے یہ کیا کہ ہندوانہ اصول اپنائے ہوئے ہیں۔ جہاں قانون مجبور کر دے وہاں ترکہ تو دے دیتے ہیں لیکن جہیز کو ایسی لازمی شرط ازدواج سمجھ رکھا ہے کہ اس کی فکر میں مرتے رہتے ہیں۔ اور اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اہل جاہلیت کی طرح بیٹی کی ولادت کو اپنے لئے ایک بڑی مصیبت تصور کرتے ہیں۔

یہاں تک تو خیر کچھ غنیمت تھا اس لئے کہ مسلمانوں کو جب بھی یہ احساس ہوگا کہ جہیز محض ہندوؤں کی ایک رسم ہے تو وہ اسے ترک کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے لیکن غضب تو یہ ہوا کہ انہوں نے اسے سنت رسول بھی قرار دے دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ سنت رسول کے بغیر دین مکمل نہ ہو تو ازدواج بھی بغیر جہیز کے مکمل نہیں ہو سکتا۔ پھر سب سے زیادہ دلچسپ استدلال جہیز کے سنت ہونے پر یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ زہرا رضؓ کو جہیز دیا تھا جس میں بان کی چارپائی چکی، مٹی کے گھڑے۔ ہاتھی دانت کے کنگن چاندی کا ہار، مشکیزے اور اذخر سے بھری ہوئی توشک تھی۔ گویا مقدمات کی ترتیب یوں ہوئی کہ حضورؐ نے حضرت فاطمہ رضؓ کو فلاں فلاں چیزیں جہیز میں دیں لہٰذا جہیز دینا سنت ٹھہرا۔ اور سنت کے بغیر دین مکمل نہیں ہو سکتا لہٰذا جہیز کے بغیر ازدواج مکمل نہیں ہوگا۔ آپ نے ملاحظہ فرما لیا نا کہ ایک غیر اسلامی اور خالص ہندوانہ رسم کس طرح رواج پا گئی۔

مہر کی تصریح

اب ذرا ہماری معروضات کو بھی بغور سُن لیجئے، آپ کے سامنے خدا کی کتاب کھلی ہے، احادیث کے دفتر موجود ہیں، ہر مشرب کی کتب فقہ رکھی ہوئی ہیں۔ آپ کو ہر ایک جگہ زر مہر کی تصریح ملے گی۔ قرآن نے اسے فریضہ، صدقات اور اجر کہا ہے۔ حدیث میں اسے صداق اور مہر بھی کہا گیا ہے۔ کتب فقہ میں اس کے مستقل ابواب موجود ہیں، اور ہر جگہ اسے ایک واجب الادا فرض بتایا بتایا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مسند احمد کی روایت ہے کہ:-

"جو شخص ایک عورت سے کسی مہر پر نکاح کرے اور نیت یہ ہو کہ وہ اسے ادا نہیں کرے گا تو اس کا شمار زانیوں میں ہے"۔

اور یہ قرآن میں تو بار بار اس کی تاکید آئی ہے کہ عورتوں کو ان کا مہر خوش دلی سے ادا کرو۔ سب کا ذکر یہاں مقصود نہیں، عرض یہ کرنا ہے کہ مہر کے سارے احکام قرآن میں حدیثوں میں اور فقہ میں وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ لیکن جو چیز آپ کو کہیں بھی نہیں ملے گی وہ ہے جہیز کا ذکر۔ . . . . قرآن اس کے ذکر سے قطعاً خالی ہے۔ احادیث میں اس کا کہیں ذکر نہیں، حتیٰ کہ فقہ میں کوئی باب الجہیز موجود نہیں۔ اب خود ہی اس سوال کو حل کیجئے کہ یہ جہیز سنت کیسے بن گیا؟

پھر اس پر بھی غور فرما لیجئے کہ حضور ؐ کی اور بھی صاحبزادیاں تھیں زینب رضؓ رقیہ رضؓ ام کلثوم رضؓ لیکن کیا آپ نے کبھی یہ بھی سُنا کہ حضور ؐ نے زینب رضؓ رقیہ رضؓ و اُم کلثوم رضؓ کو جہیز دیا۔ جس میں فلاں فلاں چیزیں تھیں۔ اسے بھی جانے دیجئے حضور ؐ کے شرف زوجیت میں کتنی اُمہات المومنین رضؓ آئیں لیکن آپ نے کہیں یہ بھی پڑھا ہے کہ عائشہ رضؓ کے جہیز میں یہ چیزیں تھیں؟ یا حفصہ رضؓ و سودہ رضؓ یا دوسری ازواج النبی رضؓ فلاں فلاں چیزیں اپنے ساتھ جہیز میں لائی تھیں؟ چلئے جانے دیجئے۔ دوسرے بے شمار صحابہ رضؓ نے بھی شادیاں فرمائیں۔ لیکن کتنوں کے متعلق آپ نے کبھی یہ ذکر پڑھا ہے کہ ان کی ازواج سنت رسول کے مطابق اپنے ساتھ جہیز لائی تھیں؟ پھر ذرا عقل پر زور دے کر سوچیئے کہ آخر سنت رسولؐ کی کونسی قسم ہے جو ازدواج فاطمہ رضؓ کے سوا اور کہیں بھی نظر نہیں آتی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ حقیقت کچھ اور ہو اور ہم نے فرض کر لیا ہو کچھ اور، ہاں یقیناً یہی بات ہے آیئے ذرا اس پر غور کریں۔

حقیقتِ احوال

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضورؐ نے وہ چیزیں (جن کا اُوپر ذکر ہوا) جناب فاطمہ رضؓ کو دیں۔ لیکن کیا یہ وہی چیز تھی جسے ہم عرف عام میں جہیز کہتے ہیں؟ یقیناً نہیں، جہیز کی اصطلاح سے اسے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ پھر یہ کیا تھا جس مسئلے پر اس وقت غور کرنا ہے ذرا توجہ سے کام لے کر حقیقتِ حال پر غور فرمایئے۔

حضورؐ جناب فاطمہ رضؓ اور حضرت علی رضؓ دونوں کے کفیل و سرپرست تھے۔ اس لئے دونوں کے ازدواج کا اہتمام حضورؐ ہی کو کرنا تھا۔ جناب علی رضؓ کا کوئی الگ گھر نہ تھا حضورؐ کو ایک الگ گھر بسانا تھا اس لئے اس کا انتظام بھی حضورؐ ہی فرما رہے تھے۔ خانہ داری کے انتظام کے لئے جو مختصر سا اہتمام حضورؐ نے مناسب سمجھا کر دیا۔ سونے کو چارپائی اور اذخر گھاس بھری توشک اور تکیہ، مشکیزے، گھڑے، چکی، رہا چاندی کا ہار تو وہ زیور بھی حضرت فاطمہ رضؓ ہی کا تھا جو آپ کو سیدہ خدیجہ رضؓ کے ترکے میں ملا تھا۔ یہ سارا انتظام حضورؐ کو اس لئے کرنا پڑا کہ آپ کو ایک الگ گھر بسانا تھا۔ اگر حضرت علی رضؓ کا پہلے سے کوئی الگ گھر ہوتا تو حضورؐ اتنا کچھ بھی نہ کرتے۔ حضرت ابو العاص رضؓ کا گھر پہلے سے موجود تھا اس لئے سیدہ زینب رضؓ کو بیاہنے کے لئے حضورؐ نے ایسا کوئی انتظام نہ کیا سیدنا عثمان رضؓ کا الگ گھر بھی پہلے سے موجود تھا۔ اس لئے سیدہ رقیہ رضؓ اور سیدہ ام کلثوم رضؓ کو بیاہتے ہی حضورؐ کو ایسے کسی اہتمام کی ضرورت نہ پڑی اسی طرح حضورؐ کی زوجیت میں جو اُمہات مومنین رضؓ آئیں ان کے والدین کو بھی ایسے کسی انتظام کی حاجت نہ تھی۔ لیکن سیدنا علی رضؓ کی حیثیت ان سب سے مختلف تھی۔ اب تک وہ حضورؐ کے ساتھ ہی رہتے تھے اور جب ازدواج فاطمہ رضؓ ہوا تو سارا اہتمام از سر نو کرنا پڑا سیدنا علی رضؓ کے پاس کوئی الگ گھر نہ تھا۔ ایک انصاری حارثہ بن نعمان رضؓ نے اپنا ایک گھر حضورؐ کی خدمت میں اس مقصد کے لئے بخوشی پیش کر دیا جس میں یہ پاکیزہ نیا جوڑا منتقل ہو گیا اور خانہ داری کے فقیرانہ اسباب مہیا کر دیئے گئے۔ یہ جہیز نہ تھا صرف ایک نیا انتظام خانہ داری تھا۔

اس جہیز کے ہونے کی ایک دلیل بھی سُن لیجئے۔ جناب خدیجہ رضؓ کے متروکات کے سوا دوسری چیزیں حضورؐ نے کہاں سے مہیا فرمائی تھیں؟ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل چیز ہے۔ حضورؐ نے حضرت علی رضؓ سے حق مہر پہلے ہی لے لیا تھا۔ یہ ایک حطمیہ زرہ تھی جو حضرت علی رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کے ہاتھ سوا سو روپے کی رقم (تقریباً پانچسو درہم) میں فروخت کی تھی۔ یہی مہر کی رقم حضرت علی رضؓ حضورؐ کی خدمت میں لے کر آئے اور اسی رقم سے حضورؐ نے خانہ داری کا سارا سامان اور کچھ خوشبو وغیرہ منگوائی تھی، ذرا سوچیئے کیا جہیز کی یہی صورت ہوتی ہے؟ اگر لوگ فی الواقع جہیز کو سنت سمجھتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ اسے زر مہر ہی سے مہیا بھی کریں۔

غلط فہمی کی ابتداء

اب آیئے اس پر بھی ذرا غور کر لیں کہ جہیز کی یہ غلط فہمی کیسے پیدا ہوئی؟ بات یوں ہوئی کہ بیہقی وغیرہ کی روایت میں ہے:-

"جہز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ فی خمیلۃ" . . . . . الخ

حضورؐ نے حضرت فاطمہ رضؓ کے لیے فلاں فلاں چیزیں مہیا فرمائیں۔ یہاں جَھَّزَ کے معنے کسی دور میں جہیز کے لے لئے گئے اور یہ غلطی چل پڑی رفتہ رفتہ اس پر اس غلط فہمی کے دبیز پردے پڑتے گئے۔ یہاں تک کہ آخرکار لوگوں نے جہیز کو سنت رسول بنا چھوڑا۔

درخواست دعا۔ مبارک احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ مونگھیر بہار نے اپنی اہلیہ کی وفات کی خبر دیتے ہوئے مرحومہ کی مغفرت کیلئے دعا کی درخواست کی ہے۔ احباب مرحومہ کی مغفرت کیلئے دعا فرمائیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

جہیز تجہیز کے معنی ہیں سامان مہیا کرنا جہیا کرنا خواہ وہ کسی مسافر کے لئے ہو یا کسی دلہن کے لئے یا کسی میت کے لئے سورہ یوسف میں ہے:-

فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ

جب یوسف نے بھائیوں کا سامان مہیا کر دیا ......

یہاں کون یہ ترجمہ کر سکتا ہے کہ جب یوسف نے اپنے بھائیوں کو جہیز دیا!! ہم جب میت کی "تجہیز" کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے جہیز کون مراد لیتا ہے؟

یہی شکل دلہن کی ہوتی ہے۔ کوئی والدین اپنی بیٹی کی شادی کے بعد گھر سے اس طرح رخصت نہیں کرتا کہ اس کے کپڑے بھی اتروا لے، پدری اور مادری محبت کچھ نہ کچھ ساتھ کرنے پر مجبور کر دیتی ہے اور یہ سلسلہ صرف رخصتی کے وقت تک ہی محدود نہیں رہتا والدین ساری عمر اپنی استطاعت و توفیق کے مطابق اسے دیتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ عرف جہیز نہیں ہوتا وہ عرصہ دراز تک کسی مجبوری کی وجہ سے اس کی شادی نہ کر سکیں جب بھی اسے کچھ نہ کچھ دیتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن اسے جہیز تو نہیں کہتے۔

تمثیلات

ہندوستان صوبہ بہار کے مسلمانوں میں اب تک یہ ہندوانہ رسم باقی ہے جسے تلک کہتے ہیں: تلک کا مفہوم یہ ہے کہ گویا لڑکی کی تجارت ہوتی ہے۔ لڑکا لڑکی والوں سے یہ کہتا ہے کہ تم جہیز میں فلاں فلاں چیزیں دو یا اتنی رقم دو تو میں تمہاری لڑکی سے شادی کروں گا اور بیچارے مسلمان اس خیال سے کہ کب تک لڑکی کو بٹھائے رہیں گے اس کی شرطیں منظور کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ خطبہ نکاح میں تو ہر جگہ یہی پڑھا جاتا ہے ”النکاح سنتی ومن رغب عن سنتی فلیس منی“ نکاح میری سنت ہے اور جو میری سنت سے روگردانی کرے وہ میری جماعت میں نہیں) لیکن اتباع سنت کا یہ انداز بھی عجیب راہ ہے کہ ساتھ ہی ساتھ ”تلک“ کی شرط کو بھی منظور کر لیتے ہیں۔ اور جہیز کی ”مفروضہ سنت“ کو بھی لازمۂ ازدواج تصور کرتے ہیں۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ جب فروع پر زور دیا جائے تو اصول کی طرف سے بے توجہی ہو جاتی ہے۔

جب غیر ضروری شئے کو لازمی تصور کر لیا جائے تو ضروری چیز کی گرفت ڈھیلی ہو جاتی ہے یہاں بھی یہی ہوا۔ ایک غیر ضروری چیز جہیز کو لازمۂ ازدواج یقین کر لیا تو مہر جیسی ضروری شئے محض ایک رسم بن کر رہ گئی اور نا قابل توجہ سمجھی گئی۔ جہاں جہاں جہیز پر زور دیا جاتا ہے۔ وہاں آپ دیکھیں گے مہر کی کیا گت بنتی ہے۔ صوبہ بہار میں عام طور پر کم از کم چالیس ہزار روپیہ تک دو دینار سرخ دین مہر رکھا جاتا۔ خواہ دولہا چالیس روپے کی بھی سکت نہ رکھتا ہو۔ ایسے مواقع پر دولہا دلہن نکاح خوان گواہ حاضرین، سسرال والے اور میکے والے سب جانتے ہیں کہ یہ زرِ مہر ساری کبھی بھی ادا نہیں ہوگا۔ لیکن نکاح خواں پوچھتا ہے کہ ... ”قبول کیا“ دولہا جواب دیتا ہے ... ”جی قبول کیا“۔ حالانکہ دونوں ایک دوسرے کے کذب کو سمجھ رہے ہوتے ہیں۔

سابق صوبہ پنجاب میں اس نے ایک دوسری شکل اختیار کر لی یعنی مہر بلیرف ۳۲ روپے قرار پائے اور اس کا نام ”مہر شرعی“ رکھ دیا گیا۔ یعنی اگر اس سے کم یا زیادہ ہوا تو غیر شرعی مہر ہوگا حالانکہ مہر کا معاملہ صرف اس قدر ہے کہ شوہر آسانی سے ادا کر سکے اور بیوی کی حیثیت (STATUS) سے گرا ہوا نہ ہو، یہ ایک روپے سے لے کر ایک کروڑ روپے تک بھی ہو سکتا ہے۔ یہ سب نتائج ہیں جہیز کی ہندوانہ رسم کو ضروری سنت قرار دینے کے۔ جب جہیز ضروری ٹھہرا تو مہر خود بخود غیر ضروری یا غیر متوازن ہو گیا۔ جہیز کو لازمۂ ازدواج سمجھنے سے مسلمان قوم کے معاشی توازن میں جو بگاڑ پیدا ہوا وہ الگ ہے۔ ہم نے کتنے گھرانے ایسے ہی گھر بیٹھتے اور تباہ ہوتے دیکھا ہے وہ محض جہیز کی غیر ضروری رسم پوری کرنے کے لئے سودی قرضہ لیتے ہیں۔ اپنی جائیداد دیں رہن رکھ دیتے ہیں جو کبھی واگذار نہیں ہوتیں۔ ادھر مہر کی بڑی رقمیں ادا نہیں ہوتیں اور ادھر جب اداد پر لیا ہوا قرضہ کبھی ادا نہیں ہوتا اور سارا کا سارا قرض کے چکر میں پھنس کے رہ جاتا ہے۔

ہم سب سے دعا کرتے جب پروگرام حسب الدعا بس کی جاسمنے والی اجتماعی دعاؤں میں روزانہ التزام سے شریک ہوتے اور صبح کے وقت با جماعت نماز تہجد میں شرکت کے لئے مسجد مبارک پہنچ جاتے۔ کو سو جاتے اور اسی رات میں دعاؤں میں مشغول رہتے۔ اس چیز کا اثر مرحوم کی طبیعت پر اس قدر تھا کہ جب مرحوم کو دیکھنے رہائشی مقام سے احمدیہ شفاخانہ میں لے جایا گیا اور سکلیف تھی زیادہ تھی کہا کہ میری چل کر بلا دیتے آج رات کا کھانا کھانے کے ایدر مسجد میں۔ اسی غرض سے جلد سو گیا کہ تا صبح تہجد کے وقت اٹھ سکوں اور حضرت صاحب کی صحت کے لئے دعا کر سکوں۔ پھر کہا کہ میں تو باوجود تکلیف کے رات بھر حضرت صاحب کے لئے دعا کر رہا ہوں اور بکثرت بلند آواز میں اسی طرح کے دعائیہ الفاظ دہراتے رہتے کہ ”خدایا ہمارے حضرت صاحب کو صحت دے کے جلد قادیان لا۔“

اسی طرح مولوی بشیر احمد صاحب بانگڑوی جو مرحوم کی تیمارداری کے سلسلہ میں آخری وقت تک ہمراہ رہے کہتے ہیں کہ آخری وقت بھی مرحوم کی زبان پر

قادیان کا ایک اور مخلص درویش چل بسا

میاں احمد دین صاحب دکاندار کی اچانک وفات

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

قادیان ۱۷ر جولائی۔ کل سوا سات بجے بوقت شب قادیان کے ایک اور مخلص درویش میاں احمد دین صاحب دکاندار کی اچانک وفات سے حلقہ درویشاں میں صدمہ اور رنج کی لہر دوڑ گئی۔ مرحوم کو $\frac{15}{16}$ر جولائی کی درمیانی شب قولنج کا شدید حملہ ہوا۔ اور باوجود ہر چند علاج معالجہ کے جانبر نہ ہو سکے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

تہجد کے وقت تین بجے بیماری کی اطلاع ملنے پر فوری طور پر مقامی احمدیہ شفاخانہ کی طرف سے طبی امداد بہم پہنچائی گئی اور عملہ شفاخانہ نے نہایت اخلاص تندہی سے خدمت کی۔ جناب ڈاکٹر کیدار ناتھ صاحب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب محترم حکیم خلیل احمد صاحب نے بھی معائنہ کیا اور مشورہ دیا۔ بہت دیر تک ہر چند کوشش کے باوجود پیٹ سکڑنے اور درد میں چنداں افاقہ نہ ہوا۔ بالآخر بعد مشورہ ساڑھے گیارہ بجے کی گاڑی امرتسر لے جانے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ سلسلہ کی طرف سے مرحوم کے بھانجے مولوی بشیر احمد صاحب بانگڑوی کے ساتھ مکرم فضل الٰہی خان صاحب کو بھیجا گیا۔ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب اور مرزا محمود احمد صاحب درویش جو سلسلہ ہی کے ایک اور کام سے امرتسر جا رہے تھے ساتھ ہو لئے۔ اس طرح چاروں نوجوانوں نے امرتسر پہنچتے ہی پوری مستعدی سے کام لے کر دو بجے تک وی جے ہسپتال امرتسر میں داخل کرا دیا۔ ہسپتال کی طرف سے بھی پوری ہمدردی کا ثبوت دیا گیا۔ تین ڈاکٹر متعدد کمپونڈر اور نرسیں طبی امداد بہم پہنچانے کے لئے مامور ہو گئے۔ پیٹ سے ہوا خارج کرنے آکسیجن دینے مصنوعی طریق پر گلوکوس کے ذریعہ غذا پہنچانے کا اہتمام کیا گیا۔ مگر شدید حملہ کے باعث بیماری کنٹرول میں نہ آ سکی اور ہر چند کوشش کے باوجود مرحوم جانبر نہ ہو سکے اور آخر سوا سات بجے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ٹیکسی کے ذریعہ مرحوم کا جنازہ قادیان لایا گیا۔ مرحوم کے وفات پا جانے کی اچانک خبر سے جملہ درویشان کو سخت صدمہ ہوا۔ سب ہی مہمانخانہ میں جمع ہو گئے۔ نوجوانوں کا ایک گروہ قبر تیار کرنے کے لئے مقبرہ بہشتی بھیج دیا گیا۔ مہمانخانہ میں تجہیز و تکفین کے بعد محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ساڑھے گیارہ بجے رات درویشوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی۔ رات کا وقت ہونے کی وجہ سے مقبرہ بہشتی میں قبر کی تیاری میں کافی وقت لگا آخر ڈیڑھ بجے مکمل ہونے پر مرحوم کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ قبر پر آخری دعا محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کرائی۔

مرحوم کی اس مختصر علالت میں عملہ شفاخانہ اور دیگر درویشان کے علاوہ مرحوم کے برادر نسبتی بھائی عبدالرحیم صاحب دیانت اور آپ کے بھانجے مولوی بشیر احمد صاحب بانگڑوی کو خدمت کا خاص موقع ملا۔ جبکہ بھائی جی صاحب موصوف صبح کی اذان سے قبل ہی مرحوم کے رہائشی مقام پر مکرمی محمد احمد صاحب نسیم مالاباری کارکن احمدیہ شفاخانہ کا ہاتھ بٹانے کے لئے پہنچ گئے تھے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ مرحوم کا پڑوسی ہونے کے باعث راقم الحروف کو بھی اسی وقت سے اپنے درویش بھائی کے پاس حاضر رہنے اور حسب توفیق خدمت بجا لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

مرحوم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حکیم اللہ بخش صاحب مرحوم سکنہ سبے حالی ثم قادیان کے بیٹے تھے۔ نہایت پسندیدہ اخلاق کے مالک سلسلہ کا بے حد درد رکھنے والے مخلص درویش تھے عطاری کی معمولی دکان رکھتے تھے۔ اس کی آمدنی پر نہایت صبر شکر کے ساتھ خوش و خرم گذر اوقات کرتے تھے اور سلسلہ پر مالی لحاظ سے بوجھ نہیں بنے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے حد محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ تقسیم ملک سے قبل حضور پر نور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے باورچی خانہ میں خدمت بجا لانے کی بھی سعادت حاصل کی۔ زمانہ درویشی میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سے خاص محبت رکھتے اور اظہار عقیدت کے طور پر محترم صاحبزادہ صاحب کی چھوٹی بچیوں کے لئے حسب توفیق کچھ نہ کچھ دلبرانہ تحائف بھیجتے رہتے اور قبول ہونے پر ایک روحانی فرحت محسوس کرتے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی حالیہ علالت میں خاص توجہ اور انہی کی ۲۲ [illegible]

بہی دعائیہ کلمات تھے!! ... اس موقعہ پر عملہ بدر جملہ درویشان قادیان مرحوم کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے

ایک قابلِ عبرت واقعہ

(از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ احمدیہ نزیل بھاگلپور)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور پاک بندے جب کبھی بھی اصلاحِ خلق کے لئے مبعوث ہوئے تو ہوا و ہوس کے بندوں نے اُن کا بڑی سختی سے مقابلہ کیا۔ اور انہیں نیچا دکھانے اور ذلیل کرنے کی ناکام کوششیں کیں۔

مگر چونکہ یہ برگزیدہ لوگ خدائے توانا اور قادر مطلق و غیور خدا کی طرف سے کھڑے کئے جاتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کا ہاتھ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ہر میدان میں وہ کامیاب ہوتے ہیں۔ اور ان کے دشمن ناکام و نامراد اور ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔

حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ نفسی) کی واضح پیشگوئیوں کے ماتحت چودہویں صدی کے عین آغاز پر خدا تعالیٰ کا پاک اور برگزیدہ مسیح علیہ السلام ظاہر ہوا۔ اور بھولی بھٹکی دنیا کو راہِ راست دکھانے کے لئے اُس نے اور اُس کی برگزیدہ جماعت نے آج تک کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

مگر دنیا کے فرزندوں اور ہوا و ہوس کے بندوں نے اس عرصہ میں ہر ممکن کوشش کر کے اس پاک مشن کو ناکام بنانے کی اور دکھ دینے کی پوری پوری کوششیں کیں لیکن خدائے عزیز اور غیور نے پہلے سے ہی اپنے پیارے مسیح محمدی کو یہ تسلی دے رکھی تھی کہ انی مھین من اراد اھانتک

اس وعدۂ خداوندی کے ماتحت جب کبھی بھی کوئی رخنہ انداز اس ناپاک ارادہ سے کھڑا ہوا تو خدا تعالیٰ نے ہر میدان میں اُسے ناکام کیا اور اُس کو ذلت کے گڑھے میں گرایا۔ ستر سال کی تاریخ احمدیت اس بات پر شاہد ناطق ہے۔ اسی قسم کا ایک تازہ واقعہ بھاگلپور شہر میں ہوا۔ جس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ

مورخہ چار جولائی کو بھاگلپور شہر کے بعض ایسے نوجوان جو کہ میرے زیر تبلیغ ہیں۔ اور سلسلہ حقہ کی بعض کتابوں کا مطالعہ کر چکے تھے ان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ متحدہ طور پر سیرت النبی صلعم کے موضوع پر ایک جلسہ کیا جائے اور مشورہ کے لئے میرے پاس آئے۔ میں نے اس تجویز کا خوشی سے خیر مقدم کیا اور ہر رنگ میں مدد کا وعدہ کیا۔ بلکہ اپنے میدان میں جلسہ کرنے کی اجازت بھی دی۔ چنانچہ پروگرام بنا اور جلسہ کے لئے چھ تاریخ مقرر ہوئی۔ ان نوجوانوں کی اصل خواہش تو یہ تھی کہ اس موضوع پر جماعت احمدیہ کے مبلغ کی تقریر بھی سنی جائے مگر جب یہ نوجوان اپنے علماء کے پاس پہنچے تو وہ یہ سُن کر آگ بگولہ ہو گئے کہ جماعت احمدیہ کا مبلغ بھی اس پروگرام میں شامل ہے اور انہیں کے پلیٹ فارم پر جلسہ ہو رہا ہے۔ اس پر اُن کی طرف سے انکار کیا گیا اور دوسری جگہ پر ان کی تجویز کے مطابق مورخہ ۷ر جولائی کو جلسہ کا اہتمام کر لیا گیا اور میرے نام کو پروگرام سے نکال دیا گیا۔

حسب پروگرام ۷ر جولائی کی شام کو ہماری جماعت کے دو بڑے مخالف مولوی واسع صاحب آف پورینی اور مولوی شاہجہان صاحب فتحپوری جلسہ سیرت النبیؐ میں تقاریر کی غرض سے تشریف لائے۔ اور اس جلسہ کے صدر مکرم ابو ورد اہ صاحب ایڈووکیٹ کو مقرر کیا گیا۔ ان ہر دو علماء نے اپنی تقاریر اصل موضوع سے ہٹ کر احمدیت کی مخالفت میں کیں اور خاص طور پر مولوی شاہجہان صاحب فاضل نے جی بھر کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر گند اُچھالا۔ اور گندہ دہانی کا ثبوت دیا۔ حالانکہ ان کو صرف اور صرف سیرت النبیؐ کے موضوع پر تقاریر کرنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ اور اسی موضوع کا لاؤڈ سپیکر پہ شہر میں اعلان بھی ہوا تھا۔ اس جلسہ میں بعض غیر مسلم احباب بھی شامل تھے۔ اور وہ حیران تھے کہ کیا یہی اُن کے پیغمبر صاحب کی سیرت ہے۔ اور کیا اسلام اسی قسم کے اخلاق کا سبق دیتا ہے۔

مگر خدائی وعدہ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "انی مھین من اراد اھانتک" کا جلوہ ملاحظہ فرمایئے۔ کہ مقررین کی تقاریر کے بعد مکرم ابو وردہ صاحب ایڈووکیٹ نے صدارتی تقریر شروع کی۔ اور انہوں نے اپنی تقریر میں ان ہر دو علماء کی تقاریر پر سخت غصے اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور یہاں تک کہہ دیا کہ اس جلسہ میں تہذیب سے گری ہوئی تقاریر ہوئی ہیں۔ خاص طور پر مولوی شاہجہان صاحب نے اخلاق سے گری ہوئی تقریر کی ہے۔ میں نے تو درگذر کیا ہے۔ اگر کوئی دوسرا صدر ہوتا تو ان کو کھینچ کر سٹیج سے نیچے اتار دیتا۔ اور پھر فرمایا کہ اسلام ہمیں کہاں یہ اجازت دیتا ہے کہ ہم دوسرے کے دل کو تکلیف پہنچائیں اور فتنہ و فساد کی باتیں کریں۔ ان تقاریر کا غیر مسلم احباب پر کیا اثر ہوا ہوگا۔ حالانکہ ہم حضور علیہ السلام کی سیرت سننے کے منتظر اور مشتاق تھے۔

اس کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ اور علماء حضرات مارے شرم کے پانی پانی ہو رہے تھے۔ اور لوگ بھی ملامت کر رہے تھے۔ مگر بعض شرپسند طبع ان مولویوں کا ساتھ دے رہے تھے اور صدر صاحب کے خلاف آوازے کس رہے تھے۔ قریب تھا کہ ان پارٹیوں میں تصادم ہو جاتا مگر بعض سمجھدار احباب کی بر وقت مداخلت سے معاملہ رفع دفع ہو گیا

ہم لوگ جو پہلے گالیاں سُنکر مغموم تھے اس خدائی وعدہ کو دیکھ بہت ہی محظوظ ہوئے اس لئے نہیں کہ دشمن میں پھوٹ پڑی اور احمدیت کے مخالف علماء کو بجائے عزت کے ذلت دیکھنی پڑی۔ بلکہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے برحق اور برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "انی مھین من اراد اھانتک کو ایک بار پھر پورا ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

منقولات

مراسلہ:

تبلیغ اور جماعت احمدی

اخبار صدق جدید بابت ۱۰ر جولائی میں عنوان بالا سے ایک مراسلہ شائع ہوا ہے چند غیر متعلق سطور کو چھوڑ کر یہ مراسلہ ذیل میں بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے اچاریہ ونوبا بھاوے جی کو قرآن شریف وغیرہ کتب دیئے جانے کی تبلیغی خبر کو مراسلہ نگار نے "بہت خوب" قرار دیتے ہوئے جس طور سے بنظرِ استخفاف دیکھا ہے ـــ اور جس انداز میں مولانا عبد الماجد دریابادی نے اس تبلیغی خبر پر جو تبصرہ کیا تھا اُسے بے محل قرار دیا ہے یہ سب باتیں بجائے خود قابل غور ہیں کیونکہ قدر جوہر جوہری بشناسد مولانا کی بالغ نظر جن حقائق تک پہنچتی ہے۔ اُن تک مراسلہ نگار کی پرواز کہاں؟

اسی طرح جماعت احمدیہ کے اس امتیازی کارنامہ کے مقابل پر دنیا کی دیگر اسلامی جماعتوں کی محرومیت کو چھپانے کے لئے مراسلہ نگار نے جن باتوں کو جماعت کی طرف نسبت دی ہے چنداں حقیقت نہیں رکھتیں۔ اس بارہ میں ہماری طرف سے قدرے تفصیلی جائزہ دوسری جگہ ملاحظہ فرمایا جائے۔ (ایڈیٹر)

مورخہ ۱۹ر جون کے صدق جدید کے پرچے میں جو ایک خبر "تبلیغی" عنوان سے لکھی گئی وہ ایک حد تک بہت خوب ہے۔ لیکن اس پر اتنا تحسّر کہ گویا احمدی جماعت کی تبلیغ نے جبادہ گروں کو تبدیل مذہب پر مجبور کر دیا جس کی توفیق درگاہ الٰہی سے نہ کسی دیوبندی کو ملی نہ کسی ندوی کو ملی اور خود مدیر صدق بھی اس توفیق سے محروم رہے یہ برمحل نہ جچی۔

آپ کو اس کی کیا خبر اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس خبر سے بے خبر ہی رکھے کہ جدید صدق کو اللہ جل شانہٗ نے جو توفیق تبلیغ باثر کی عنایت فرما رکھی ہے وہ اسی کے ساتھ مختص ہے ....

.....

رہی یہ بات کہ اچاریہ ونوبا بھاوے جی کو احمدی جماعت کے وفد نے قرآن شریف کا ترجمہ اور سیرت کی کچھ کتابیں بنظر تبلیغ پیش کیں تو حضور والا یہ کام ذات تو خدا وند تعالیٰ ہی کی ہے۔ بندہ تو بندہ ہی ہے کہ بے نہایت بیچارگیوں میں جکڑا ہوا ہے۔

غرض دیوبندی ہوں یا ندوی ہوں سب ہی حضرات اسلام کی اشاعت میں کوشاں ہیں ایسی موجودہ صورت میں ظاہر ہے کہ کسی سے کچھ اور کسی سے کچھ رہ جانا لازمی امر ہے۔ دیکھیئے احمدی وفد نے ترجمۂ قرآن پاک اور سیرت کی کتاب پیش کر کے تبلیغ کی لیکن کیا آپ یہ جانتے ہیں کہ ماہ حال میں احمدی جماعت کے اصحاب نے قربانی فی صدہ نہیں بلکہ فی ہزار کتنی کیں اور زیارت بیت اللہ جو کہ اسلام کا ایک رکن ہے اس سے محرومی پر جماعت مذکورہ نے کیا آہ و بکا کیا۔ دنیا بھیس بدل بدل کر جا رہی ہے لیکن یہ جماعت ہے کہ اس کی حج بیت اللہ کے بارے میں حس ہی ماری گئی ہے۔ اور دیکھیئے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جہاں کسی محلے میں احمدی جماعت کی آبادی بکثرت ہے اور وہاں ان ہی کی مسجد بھی ہے۔ لیکن عشاء اور فجر کی جماعت میں مسجد کے خدمت گذاروں کے علاوہ دس پانچ ہی نمازی محلہ دار ہوتے ہیں۔

(عبد اللہ روپڑ اکا۔ ضلع گوڑگانوہ)

درخواست دعا

جماعت احمدیہ بھاگلپور سے متعلق ایک مخلص نوجوان مکرم ابو طاہر صاحب بی۔ اے سٹوڈنٹ لا کالج بڑے درد مند دل کے ساتھ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ و بزرگان سلسلہ اور درویشانِ کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہترین رنگ میں اپنے دین کی اور مخلوق کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے کہ میں اپنی زندگی کا تمام ترنصب العین اسی کو سمجھتا ہوں۔ اللھم آمین یا رب العالمین۔

خاکسار بشیر احمد خادم
مبلغ جماعت احمدیہ مقیم بھاگلپور

یوم التبلیغ

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ تکمیل تبلیغ کا ہے۔ اس لئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنے عزیزان، احباب، ہمسایوں اور ملنے والوں کو تبلیغ کرتا رہے۔ اس انفرادی تبلیغ کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ ایک عرصہ سے "یوم تبلیغ" بھی مناتی ہے۔ کہ جس دن جملہ افراد جماعت منظم طور پر تبلیغ کا کام اپنے باقی کاموں کو چھوڑ کر کرتے ہیں۔ اس سال ۱۷ جنوری ۱۹۶۰ء بروز اتوار یوم تبلیغ منانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس لئے جملہ عہدیداران تبلیغ سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ جملہ عہدیداران جماعت اور مبلغین کے مشورہ و تعاون سے مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھ کر یوم تبلیغ منانے کی کارروائی کی تکمیل فرماویں۔

۱۔ افراد جماعت کے مختلف گروپ بنا لئے جائیں۔ ایک گروپ چار پانچ افراد تک کا ہو اس سے کم کا گروپ بھی بنایا جا سکتا ہے ہر گروپ کا ایک انچارج مقرر کر دیا جائے۔

۲۔ تبلیغ کے لئے شہر کے مختلف حصوں کی تعیین کر کے ایک ایک حصہ میں ایک ایک گروپ بھیج دیا جائے۔

۳۔ گروپ کا انچارج اپنے حصہ میں حسب حالات اکٹھے یا علیحدہ علیحدہ تبلیغ کا کام کرائے۔

۴۔ ہر گروپ کے پاس مناسب لٹریچر ہونا چاہئے جو زبانی بات چیت کے بعد ایسے افراد کو دیا جائے کہ جو متاثر ہوں یا دلچسپی کا اظہار کریں۔

۵۔ تبلیغ کا کام کر کے ہر گروپ کا انچارج اپنی تبلیغی رپورٹ سیکرٹری صاحب تبلیغ کو دے جو جملہ رپورٹوں کو یکجا کر کے ایک نقل نظارت دعوت و تبلیغ میں بھجوا دیں۔

۶۔ جن جماعتوں کے پاس لٹریچر نہ ہو . . . . . . ضروری لٹریچر نظارت ہذا سے منگوالیں اور لٹریچر کے مطالبہ کے ساتھ ڈاک خرچ اور مناسب قیمت لٹریچر بھی بھجوا دیں کیونکہ اس وقت بہت سا لٹریچر قابل اشاعت باقی ہے اور نشر و اشاعت کو صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مشروط بہ آمد مد قرار دیا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا بہترین ذریعہ دعا ہے پس مذکورۃ الصدر طریق پر تبلیغی پروگرام کے ساتھ احباب جماعت دعاؤں کا التزام بھی رکھیں تا اسے مقلب القلوب خدا اپنے بندوں کے دلوں کو اپنی رضا کی راہ کی طرف پھیر دے تاکہ یہ نیک عمل کر کے نیر نتائج کے وارث ہوں۔ آمین۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

لائبریریوں کے لئے اخبارات

نظارت کی طرف سے کچھ لائبریریوں کے نام روزنامہ الفضل اور کچھ کے نام خطبہ نمبر الفضل اور کچھ کے نام بدر جاری کرنے کی تجویز ہے۔ احباب اطلاع دیں کہ ان کے نزدیک ان کے ہاں کی کس لائبریری کے نام کون سا اخبار جاری کرانا مناسب ہوگا۔ اخبار ایسی لائبریری کے نام جاری کرایا جائے جو دیگر اخبارات کے ساتھ اخبار کو ٹیبل پر رکھے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

تصحیح

اخبار بدر مورخہ ۲ جولائی ۱۹۵۹ء میں جو تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان شائع ہوئے ہیں ان میں جماعت احمدیہ موسے بنی مائینز کے شیخ عبد الشکور صاحب سیکرٹری ضیافت شائع ہوا ہے۔ اصل میں وہ سیکرٹری مال ہیں اور بشیر خان صاحب سیکرٹری ضیافت۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

۶۰-۱۹۵۹ء میں جماعتی جلسوں کا پروگرام

مبلغین، عہدیداران تبلیغ، صدر و امراء صاحبان توجہ کریں

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جملہ احباب جماعت، عہدیداران اور مبلغین کرام کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ امسال جماعتی جلسوں کی تواریخ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جلسہ سیرت النبیؐ — ۱۶ ستمبر ۱۹۵۹ء بروز بدھوار
۲۔ جلسہ پیشوایانِ مذاہب — ۱۵ نومبر ۱۹۵۹ء 〃 اتوار
۳۔ جلسہ یوم مصلح موعود ایدہ اللہ — ۲۰ فروری ۱۹۶۰ء
۴۔ جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام — ۲۲ مارچ ۱۹۶۰ء
۵۔ جلسہ یوم خلافت — ۲۷ مئی ۱۹۶۰ء

جملہ عہدیداران تبلیغ مقامی جماعت کے تعاون سے ان ایام میں اپنی اپنی جماعتوں میں اہتمام سے پبلک جلسوں کا انعقاد کرائیں۔ اور غیر از جماعت احباب کو ان جلسوں میں شامل ہونے کی تحریک کر کے جلسوں کی رونق کو بڑھائیں۔ اور متعلقہ موضوعات پر مناسب اور اچھے رنگ میں تقاریر کرائی جائیں اور ہر طرح جلسوں کو کامیاب بنایا جائے۔

۲۔ جن جماعتوں کے پاس کافی مقدار میں لٹریچر نہ ہو وہ نظارت ہذا کو خط لکھ کر مناسب لٹریچر منگوالیں۔ خط میں جس جس ٹریکٹ کی ضرورت ہو اس کا نام معہ تعداد مطلوبہ لکھیں۔

۳۔ یہ جلسے اگر بڑے پیمانہ پر نہ بھی ہو سکیں تو اپنی کوشش و طاقت کے مطابق جیسے بھی ہو سکیں کر لئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی نظر دلوں پر ہے۔ وہ بظاہر معمولی کاموں میں بھی عظیم الشان برکات رکھ دیتا ہے۔ اور اپنے فضلوں سے نوازتا ہے۔

۴۔ ان تقاریب کو دعاؤں اور پوری جد و جہد سے کامیاب بنائیں۔ اس وقت ہندوستان میں تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے اس سے فائدہ اٹھانا جملہ احباب جماعت کا کام ہے۔ امید ہے احباب پوری توجہ اور اخلاص سے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کوشاں ہوں گے اور دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے ان دینی خدمات کو سرانجام دیں گے۔

۵۔ ان تقاریب کے سرانجام پانے کے بعد ضروری رپورٹیں نظارت ہذا میں ارسال کی جائیں تاکہ خلاصہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت بابرکت میں دعا کے لئے پیش کیا جا سکے اور اخبار بدر میں بھی شائع کیا جا سکے۔

۶۔ چونکہ مرکز کے پاس اخراجات کی کمی ہے اس لئے مطلوبہ لٹریچر کی مناسب قیمت اور اس کے ساتھ ڈاک کا خرچ ارسال کرنے کی کوشش فرماویں۔

۷۔ جملہ مبلغین مقامی جماعتوں کے ساتھ ان تقاریب کے سلسلہ میں ہر طرح تعاون کریں۔

اللہ تعالیٰ احباب کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر رہے اور ہر قدم پر ان کی نصرت فرما کر زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

خاکسار
مرزا وسیم احمد
ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خبریں

نئی دہلی۔ معلوم ہوا ہے کہ گورنر پنجاب شری این وی گیڈ گل نے مرکزی سرکار کو ایک تجویز ارسال کی ہے۔ ہماچل اور پنجاب کے ضلع کانگڑہ تر قیاتی کاموں کے لئے ایک مشترکہ مشاورتی کمیٹی کی جائے۔ شری گیڈ گل کی اس تجویز سے پنجاب اور ہماچل کے الحاق اور ضلع کانگڑہ کو ہماچل میں ملانے کے متعلق دونوں قسم کے لوگوں کی مانگ پوری ہو سکتی ہے

ترپونڈرم ۲۰ر جولائی۔ کمیونسٹ سرکار کے خلاف کیرل کے عوام کا دھرنا آج بھی ڈسٹرکٹ کلکٹر کے دفتر پر جاری رہا۔ مظاہرین بہت زیادہ تھے۔ اور کام تقریباً دو گھنٹے ٹھپ رہا۔ مظاہرین دفتر کے چھجے پر چڑھ گئے۔ اور اپوزیشن پارٹیوں کے جھنڈے لہرا دیئے۔ پولیس نے ان کو اتارنے کی کوشش کی تو مظاہرین نے پولیس پر پتھراؤ کیا۔ جس سے کئی لوگ زخمی ہو گئے۔ اسی طرح کادن کالیکٹ میں بھی بہت زیادہ گرفتاریاں ہوئیں۔ تریچور میں بسوں پر زبردست پکٹنگ کی گئی۔ ٹریونڈرم میں آج سکرٹیریٹ پر بھی زبردست مظاہرہ ہوا۔ لیکن پولیس نے مظاہرین کو منتشر کر دیا

نئی دہلی ۲۰ر جولائی۔ کیرل پردیش کانگرس کمیٹی کے صدر شری آر شنکر اور جنرل سیکرٹری ڈاکٹر ہنری کرسٹن نے راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد کو کیرل کی کمیونسٹ وزارت کے خلاف ۱۰ر جولائی کو جو میمورنڈم پیش کیا تھا۔ وہ آج شائع کر دیا گیا ہے۔ اس میں کیرل سرکار پر متعدد الزامات لگائے گئے ہیں اور کیرل کے عوام کی طرف سے مانگ کی گئی ہے کہ آئین کے تحت ضروری اقدامات کئے جائیں تاکہ کیرل میں جلد از جلد نئے چناؤ کرائے جا سکیں۔ چارج شیٹ میں کہا گیا ہے کہ کیرل وزارت آئین کو زیر و زبر کر رہی ہے۔ اس نے جان بوجھ کر لا اینڈ آرڈر کی مشینری کو نہ و بالا کر رکھا ہے اس نے پولیس اور سول سروس کو بے دست و پا بنا دیا ہے اور ایسے حالات پیدا کر دیے ہیں جن میں کہ انہیں کمیونسٹ پارٹی کے احکام پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ کورپشن عام پھیلی ہوئی ہے۔ کمیونسٹوں کے سوائے باقی کسی کو جان و مال کا تحفظ حاصل نہیں۔

نئی دہلی ۲۰ر جولائی۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے جو دس دن تک شملہ میں آرام کرنے کے بعد کل دہلی پہنچے تھے۔ آج راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد کے ساتھ ایک گھنٹہ اہم بات چیت کی۔ پتہ چلا ہے کہ بات چیت کا موضوع کیرل کا مسئلہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پنڈت نہرو نے راشٹرپتی کو کیرل کے مکھیہ منتری شری نمبودری پاد کے ساتھ اپنی بات چیت سے آگاہ کیا۔ نیز راشٹرپتی نے انہیں اس بات چیت کی تفصیل بتائی جو راشٹرپتی کے ساتھ کیرل کے اپوزیشن لیڈر دو شری پدم نابھن اور شری پوٹم تھانو پلے نے کی تھی۔

سرینگر ۲۰ر جولائی۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے قومی ریلیف فنڈ سے جموں و کشمیر کے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی رقم منظور کی ہے۔ یہ رقم صدر ریاست یوراج کرن سنگھ کو بھیجدی گئی ہے۔ اس کے علاوہ شری نہرو نے اپنی گرہ سے ایک ہزار روپیہ سیلاب زدگان کی امداد کے لئے دیا ہے۔

بغداد ۲۰ر جولائی۔ عراق کے فوجی گورنر نے اعلان کیا ہے کہ عراق کے تیل پیدا کرنے والے مرکز کرکوک میں گڑبڑ دبا دی گئی ہے۔ سرکاری اعلان میں اعتراف کیا گیا ہے کہ یہ بغاوت کئی دن جاری رہی اس میں بہت سا جانی نقصان ہوا اور بہت سی دکانوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ بعد میں عراق کے وزیر اعظم جنرل عبدالکریم قاسم نے اعلان کیا کہ جن لوگوں نے کرکوک اور دوسرے مقامات پر گڑبڑ کی ہے حکومت اُن کے خلاف سخت کارروائی کرے گی۔ حکومت گڑبڑ کرنے والے تخریب کاروں کو کچلنے کی طاقت رکھتی ہے۔

بمبئی ۲۰ر جولائی۔ ایئر انڈیا انٹرنیشنل کا ایک ہوائی جہاز کل رات جب بمبئی کے ہوائی اڈے پر اترنے لگا تو اُسے اچانک آگ لگ گئی اور یہ بالکل تباہ ہوگیا۔ تاہم خوش قسمتی سے سات آدمیوں کا عملہ اور ۳۹ مسافر بال بال بچ گئے۔ مسافروں میں ایک چھوٹا سا بچہ بھی شامل تھا۔ جب یہ اڈے پر اترنے لگا تو اس کے ایک حصے سے آگ کا شعلہ نکلتا دیکھا گیا۔ فوری کارروائی کر کے مسافروں کو جلتے ہوئے جہاز سے باہر نکال لیا گیا۔ جلتے ہوئے ہوائی جہاز کے شعلے آدھی رات تک ایک ایک میل دور تک دکھائی دیتے رہے۔

نیویارک ۲۰ر جولائی۔ اتحادی اسمبلی کا آئندہ عام اجلاس ۱۵ر ستمبر کو شروع ہو رہا ہے۔ اس میں سب سے پہلے چین کو اتحادی سبھا میں نمائندگی دینے کے متعلق بھارت سرکار کی تجویز زیر بحث لائی جائے گی۔ مالی بحث سے تبت کے کراس پر غور کرنے کا موقعہ بھی مل جائے گا

قادیان میں جماعت احمدیہ کا اڑسٹھواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ر دسمبر ۱۹۵۹ء

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۸واں سالانہ جلسہ ۱۵-۱۶-۱۷ر دسمبر ۵۹ء کو ہوگا۔ جملہ پریذیڈنٹ امراء صاحبان و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس کی اطلاع جماعتوں کو پہنچا کر ابھی سے تحریک شروع کر دیں کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس روحانی اجتماع میں مستفید ہونے کے لئے قادیان تشریف لائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اعلان قربانی عید الاضحیہ

اس دفعہ عید الاضحیہ کے موقعہ پر جن دوستوں نے قادیان میں بیری تحریک پر اپنی قربانیاں کرائیں ان کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے مال و اولاد اور کاروبار میں برکت دے کہ انہوں نے اپنے آپ پر اور لوکل کے دوستوں پر درویشوں کو ترجیح دی جزاهم الله احسن الجزاء فی الدنیا و الآخرة۔

عبد الرحمٰن امیر جماعت احمدیہ قادیان

۱۔ مکرمی مرزا برکت علی صاحب عراق۔

۲۔ مکرمی رحمت اللہ خاں صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ دہلی۔

۳۔ مکرمی داؤد احمد صاحب مظفر پوری مدراس

۴۔ مکرمی سیٹھ عبد الحی صاحب یادگیر

۵۔ مکرمی غلام حسین صاحب یادگیر۔

۶۔ مکرم میاں محمد شفیع صاحب دہرہ کلکتہ مدراس

۷۔ مکرمی سید اختر احمد صاحب پروفیسر پٹنہ

۸۔ مکرمی سید فضل احمد صاحب پٹنہ